Al-Mīthāq ***(Research Journal of Islamic Theology)***
ISSN: 2791-0989 (P), 2791-0997 (E)
Volume 05, **Issue** 02, April - June 2026, **PP**: 01-28
Open Access at: https://almithaqjournal.org/

Article QR

نبی کریم ﷺ کی دعاؤں کی جامعیت

Comprehensiveness of the Prophet's Supplications

1. Dr. Shaista Jabeen shaista.sadhana@gmail.com	*Assistant Professor, Government Graduate College for Women, Jhang Sadar.*
2. Dr. Ayesha Tariq ayesha.tariq.skg@gmail.com	*Assistant Professor, Khayaban E Sir Syed College for Women, Rawalpindi.*

How to Cite:	Dr. Shaista Jabeen and Dr. Ayesha Tariq. 2026: "Comprehensiveness of the Prophet's Supplications". Al-*Mīthāq (Research Journal of Islamic Theology)* 5 (02): 01-28.		
Article History:	**Received**: 25-04-2026	**Accepted**: 22-05-2026	**Published**: 10-06-2026
Copyright:	**©The Authors**		
Licensing:	This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.		
Conflict of Interest: Author(s) declared no conflict of interest.

Abstract & Indexing

DRJI, Advanced Science Index, CiteFactor, Asian Research Index, SCI, Google Scholar, تحقیقات, ADL Asian Digital Library, EuroPub, اشاریہ اردو جرائد

Publisher

HIRA INSTITUTE of Social Sciences Research & Development

نبی کریم ﷺ کی دعاؤں کی جامعیت

Comprehensiveness of the Prophet's Supplications

1. **Dr. Shaista Jabeen**
   Assistant Professor, Government Graduate College for Women, Jhang Sadar.
   shaista.sadhana@gmail.com

2. **Dr. Ayesha Tariq**
   Assistant Professor, Khayaban E Sir Syed College for Women, Rawalpindi.
   ayesha.tariq.skg@gmail.com

Abstract

Duʿāʾ (supplication) constitutes a fundamental act of faith in Islam, serving as a direct and intimate means of communication between a believer and Allah Almighty. It nurtures a continuous spiritual connection, enabling individuals to seek divine guidance, mercy, and support in all aspects of life. Beyond its devotional nature, duʿāʾ functions as a powerful source of inner peace, resilience, and hope, fostering both spiritual elevation and emotional well-being. Each day presents a renewed opportunity for self-improvement, and in this journey, supplication remains a vital tool for maintaining humility and reliance upon Allah. The supplications of the Prophet Muḥammad ﷺ hold a distinctive status due to their comprehensiveness, eloquence, and depth of meaning. Characterized by concise yet all-encompassing expressions (jawāmiʿ al-kalim), Prophetic duʿās effectively integrate both worldly and otherworldly concerns, encompassing spiritual, moral, and physical dimensions of human life. These supplications frequently emphasize seeking all forms of good and protection from all forms of evil, reflecting a holistic approach to human well-being. This article explores the comprehensive nature of the Prophetic supplications, highlighting their thematic breadth and practical relevance. It aims to demonstrate how incorporating these duʿās into daily life can enrich a believer's spiritual practice, strengthen their connection with Allah, and ensure a balanced and blessed life in both worldly and eternal contexts.

Keywords: *Duʿā, Supplication, Faith, Communication, Comprehensiveness, Prophetic Supplications, Spirituality.*

تمہید

نبی کریم ﷺ کی ادعیہ کے الفاظ جامع ہوتے ہیں۔ جامع اس کو کہا جاتا ہے جس کے الفاظ مختصر ہوں لیکن معنی و مفہوم کے اعتبار سے خیر و برکت کی بہت سی اقسام کو شامل ہوں۔ نبی کریم ﷺ کی بعض ادعیہ اوقات (صبح شام)، بعض مقامات (گھر، مسجد، حج، عیدین)، بعض امراض اور بعض مختلف حالات و مواقع سے متعلق ہیں۔ جبکہ کچھ ادعیہ ایسی ہیں جو کسی وقت یا سبب کے ساتھ مخصوص نہیں۔ ان کی جامعیت کی بناء پر انہیں کسی بھی وقت، موقع یا صورت حال میں پڑھا جا سکتا ہے۔ یہ اپنے معنی و مفہوم میں بہت وسعت رکھتی ہیں اور انہیں کسی بھی حالت میں پڑھنا باعثِ منفعت ہے۔ یہ اپنے مفہوم کی وسعت کی بناء پر ہر مشکل میں انسان کے دل کو ڈھارس پہنچانے کا سبب بنتی ہیں۔ ایک قوی و غنی ذات، قادر مطلق، سلطانِ برحق، مالک الملک کو اپنی طرف متوجہ کرنے اور اس

کی رحمت کو اپنی طرف کھینچنے کے لئے عجز و درماندگی اور بندگی و بے چارگی کے زیادہ سے زیادہ اور مؤثر سے مؤثر طریقے کی ضرورت ہوتی ہے اور اس اعتراف کی کہ ہم خاندانی ونسلی غلام، مملوک ابن مملوک اور اس درِ دولت اور آستانہ شاہی کے قدیمی نمک خوار و پروردہ رحمت ہیں۔ جان ومال ہر چیز کے مالک آپ ہیں۔ کوئی چیز آپ کے قبضہ قدرت سے باہر نہیں۔ ایسی حالت میں آپ ہی رحم نہ فرمائیں گے اور آپ ہی خبر نہ لیں گے تو کون لے گا۔ کسی دعا کے لئے اس سے بہتر تمہید اور مقصد کی کشائش کے لئے اس سے بہتر کلید کیا ہو سکتی ہے؟

اللهمَّ إنِّي عبدُك، ابنُ عبدِك، ابنُ أَمَتِك، ناصيتي بيدِك، ماضٍ فِيَّ حُكمُك، عدلٌ فِيَّ قضاؤُك، أسألُك اللهمَّ بكلِّ اسمٍ هو لك سمَّيتَ به نفسَك، أو أنزلته في كتابِك، أو علَّمته أحدًا مِن خلقِك، أو استأثرت به في علمِ الغيبِ عندَك، أن تجعلَ القرآنَ ربيعَ قلبِي، ونورَ صدرِي، وجلاءَ حزنِي، وذَهابَ همِّي وغمِّي[1]

اے اللہ! میں تیرا بندہ ہوں اور تیرے بندے اور تیری بندی کا بیٹا ہوں، ہمہ تن تیرے قبضہ قدرت میں ہوں، میرے بارے میں تیرا حکم ہی نافذ ہوتا ہے اور تیرا فیصلہ ہی عین عدل کے مطابق ہوتا ہے۔ میں تجھے ہر اس اسم کا واسطہ دیتا ہوں جس سے تونے اپنی ذات کو موصوف کیا ہے، جس کو تونے اپنی کتاب میں اتارا ہے یا اپنی مخلوق میں سے کسی کو اس سے آگاہ کیا ہے یا اپنے پاس عالم الغیب میں اسے مخفی رہنے دیا ہے۔ میں تجھ سے درخواست گزار ہوں کہ قرآن کریم کو میرے دل کی بہار بنادے اور میری آنکھ کا نور، غم کی کشائش اور میری پریشانی سے نجات کا ذریعہ بنادے۔

یہ دعا اللہ رب العزت کے حضور انسان کا انتہائی عجز و نیاز بیان کر رہی ہے کہ وہ خود، اس کے والدین سب اللہ رب العزت کے بندے ہیں۔ اس کی رحمت و فضل کے طلب گار ہیں۔ انسان کا خود پر کوئی اختیار نہیں ہے بلکہ اس پر تمام تر اختیار اللہ تعالیٰ کا ہے۔ اس پر اسی کا قانون و احکام لاگو اور نافذ ہوتے ہیں۔ انسان اپنی عاجزی و درماندگی کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کو اس کے اسمائے حسنیٰ کا واسطہ دے رہا ہے کہ تمام خوبصورت نام صرف اللہ کی ذات کے لئے ہیں۔ ان کے صدقے میرے دل و دماغ کو اپنی کتاب قرآن مجید کے علم سے روشن فرمادے تاکہ میری دنیا و آخرت دونوں سنور جائیں۔

نبوی دعاؤں کی اہمیت اور جامعیت

نبی کریم ﷺ کو اللہ رب العزت کی طرف سے مختلف مواقع اور حالات کے مطابق ادعیہ کی تعلیم دی گئی۔ آپ ﷺ کی طرف سے ان الفاظ کے ساتھ مانگی گئی دعاؤں کا اپنا ایک اثر اور منفعت ہے۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے بڑھ کر انسانوں کی فلاح نہ کوئی جان سکتا ہے اور نہ اس کا خواہاں ہو سکتا ہے۔ آپ نے اپنی دعاؤں کو صحابہ کرامؓ کو سکھانے کا خصوصی اہتمام فرمایا تاکہ یہ پر تاثیر کلمات محفوظ ہو جائیں اور امت کے لئے ہر دور میں باعث منفعت رہیں۔ جب کوئی شخص آپ ﷺ سے منقول الفاظ کے ذریعے دعا گو ہوتا ہے تو اس کی دعا کے قبولیت کے امکان بڑھ جاتے ہیں کہ آپ ﷺ کے الفاظ اللہ رب العزت کی بارگاہ میں قبولیت یافتہ ہیں۔ اس مقالہ میں نبی کریم ﷺ کی جامع مضامین والی دعائیں جمع کی جا رہی ہیں تاکہ پڑھنے والے ان سے فائدہ اٹھا سکیں۔ آپ ﷺ سے منقول ایک دعا کی جامعیت ملاحظہ ہو:

لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ الْعَظِيْمُ الْحَلِيْمُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَ رَبُّ الْأَرْضِ وَ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ۔[2]

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو عظمت والا، حکمت والا ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہی پروردگار ہے۔ وہ

عرشِ عظیم کا مالک ہے، وہی آسمانوں اور زمینوں کا پروردگار ہے۔ اور وہی عرش کریم کا بھی پروردگار ہے۔

اس دعا کی جامعیت پر غور کریں تو معلوم ہوتا ہے اس میں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا مختلف انداز سے بیان ہے۔ تین بار اس امر کو دہرایا گیا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور ساتھ ہر بار نئے انداز سے اس عظیم ذات کی مدح کی گئی ہے۔ اللہ ہی عظیم (برتر، فائق، بلند) ہے اور اس کی ذات ہی حکیم (حکمت، دانائی، مصلحت) ہے۔ وہی ہے جو تمام مخلوقات کا خالق ہے اور سب کچھ اسی کے قبضہ قدرت میں ہے۔ کائنات اور اس کا سارا نظام اسی کے عرشِ عظیم کے قبضہ میں ہے۔ کسی کی اس کے سامنے سرتابی کی مجال نہیں ہے۔ وہ اکیلا ہی تمام زمینوں، آسمانوں (قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے سات زمینوں، سات آسمانوں کا تذکرہ کیا ہے) کو تخلیق کرنے والا اور ان کا نظام چلانے والا ہے۔ وہ عزت والے عرش کا مالک ہے اور اس کی ملکیت میں اس کے ساتھ کوئی شریک نہیں ہے۔ جب ایسے الفاظ کے ساتھ اللہ رب العزت کے سامنے سوال کیا جائے گا تو اس کی رحمت ضرور جوش میں آئے گی اور انسان پر کرم کا معاملہ ہوگا۔ رسول اکرم ﷺ کی عادت مبارک تھی کہ وہ اللہ رب العزت سے پناہ مانگتے تھے اور پناہ لیتے وقت اس کی بہترین صفات کا حوالہ دیتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کی صفات کے حوالے سے دعا مانگنا عبادت بلکہ بہترین عبادت اور دعا ہے کیونکہ اس سے اللہ تعالیٰ کے اس حکم کی تعمیل کہ:

وَ لِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا۔[3]

اور اسمائے حسنیٰ (اچھے اچھے نام) اللہ ہی کے ہیں۔ لہٰذا اس کو انہی ناموں سے پکارو۔

اللهم إني أعوذُ بكَ منَ الهمِّ والحزَنِ، وأعوذُ بكَ منَ العجزِ والكسلِ، وأعوذُ بكَ منَ الجُبنِ والبخلِ ؛ وأعوذُ بكَ مِن غلبةِ الدَّينِ وقهرِ الرجالِ۔[4]

اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں فکر اور غم سے، عاجزی اور سستی سے، بخل اور نامرادی سے اور پناہ مانگتا ہوں آدمیوں اور قرض کے غلبے سے۔

خوفناک چیز سے بھاگ کر کسی بچانے والے کی پناہ میں آنے کو عوذ کہا جاتا ہے۔ استعاذے کی حقیقت یہی ہے کہ ہر شریر کی شرارت سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کی جائے۔ اس دعا میں بہت سے ایسی چیزوں سے، ایسے امور سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کی گئی ہے جو انسان کو پریشانی میں مبتلا کرنے والے ہیں۔ پناہ لینا (کسی کی سرپرستی میں آنا، مصیبت میں کسی بااختیار سے مدد طلب کرنا) انتہائی مشکل حالات میں ہوتا ہے۔ اس لئے اس دعا میں دنیاوی تفکرات اور غموں سے (جو انسان کی ذہنی، جذباتی اور جسمانی صحت کو متاثر کرتے ہیں۔ اسے دنیا اور اس کی نعمتوں سے بے رغبت کردیتے ہیں اور اس پر مستقل یاس کے بادل چھا جاتے ہیں)، عاجزی اور سستی سے (یہاں عاجزی لاچار ہونے کے معنی میں ہے کہ بندہ سستی اور کاہلی کے سبب کچھ بھی کرنے سے لاچار ہوجائے۔ منفی اور لایعنی سوچوں میں مبتلا ہو کر اس کی عمل کی طاقت کمزور ہوجائے)، بخل اور نامرادی سے (بخیل ایسے شخص کو کہتے ہیں جو تمام نعمتیں موجود ہوتے بھی ان کو استعمال نہ کرے، اس کی تنگ دلی اور تنگ ذہنی اس کو اپنی ذہنی، جسمانی، معاشی سہولیات کو نہ اپنے لئے نہ دوسروں کے لئے استعمال کرنے دے۔ ایسا شخص ہی نامراد ہوگا کیوں کہ سب کچھ موجود ہوتے بھی اس کے استعمال کی توفیق نہ ملنا ہی نامرادی ہے۔ نعمتوں کو بانٹنا ان میں اضافہ کرتا ہے۔ اپنی اور دوسروں کی زندگی کو آسان بناتا ہے۔ ایسا شخص بامراد ہوگا جو خود کے لئے اور دوسروں کے لئے آسانی پیدا کرنے والا ہو) سے پناہ مانگی گئی ہے۔ دعا کے آخری حصے میں قرض اور انسانوں کے غلبے سے پناہ مانگی گئی ہے۔ معاشی ضروریات کے ہاتھوں مجبور ہو کر مقروض ہو جانا مصائب دنیا میں سے ایک ہے جس سے آپ ﷺ نے پناہ مانگی اور امت کو بھی اس کی تلقین فرمائی۔ اس طرح انسانوں کے سامنے

مغلوب ہوا جاتا ہے۔ جب آپ کسی شخص کے مقروض ہوں تو اس کے سامنے سر اٹھانے کی ہمت نہیں کر سکتے۔ یہ چیز انسان کی خود اعتمادی اور عزت نفس کو مجروح کرتی ہے اس لئے اس سے پناہ مانگی گئی ہے۔

اللهمَّ إنِّي أعوذُ بك من قلْبٍ لا يخشعُ ، و من دعاءٍ لا يُسْمَعُ ، و من نفْسٍ لا تشبعُ ، و من علْمٍ لا ينفعُ . و أعوذُ بك من هؤلاءِ الأرْبَعِ۔[5]

اے اللہ! میں تیرے ذریعے سے چار چیزوں سے پناہ چاہتا ہوں۔ ایسے علم سے جو نفع نہ دے، ایسے دل سے جو ڈرنے والا نہ ہو، ایسے نفس سے جو سیر نہ ہو اور اس دعا سے جو سنی نہ جائے۔

اس حدیث مبارکہ میں نبی کریم ﷺ نے چار چیزوں سے اللہ تعالیٰ کی رحمت کے سائے میں آنے کی دعا فرمائی ہے۔ وہ علم جس سے علم حاصل کرنے والے کو فائدہ نہ ہو، یعنی وہ خود اس پر عمل پیرا نہ ہو اور نہ باقی افراد کو اس سے کوئی منفعت ملے۔ علم کا حق ہے کہ جس شخص کے پاس ہو وہ مقدور بھر اس پر خود عمل کرے اور دوسروں تک اسے فرض سمجھ کر پہنچائے۔ علم کو اپنی ذات تک محدود کر لینا بہت بڑا بخل ہے۔ بہترین انسان وہی ہے جو دوسروں کے لئے نفع بخش ہو اس لئے اپنے علم کے ذریعے بھی مخلوق کو نفع پہنچانا لازم ہے۔ احادیث نبویہ ﷺ میں دل کو تقویٰ (خدا خوفی) کا مرکز قرار دیا گیا ہے۔ آپ ﷺ کے فرمان کا مفہوم ہے کہ انسانی جسم میں گوشت کا ایک لوتھڑا ہے۔ اگر وہ درست ہو گیا تو سارا بدن درست ہو جاتا ہے اور وہ بگڑ جائے تو سارا بدن خراب ہو جاتا ہے۔ یہ لوتھڑا دل ہے۔ دل تمام انسانی اعمال و افعال میں مرکزیت کا درجہ رکھتا ہے۔ اگر دل میں اللہ کا خوف ہو گا تو وہ کسی برے کام پر آمادہ نہیں ہو گا۔ اس لئے آپ ﷺ نے ایسے دل سے پناہ مانگنے کی تلقین فرمائی جس میں اللہ کا ڈر نہ ہو۔ تیسری چیز جس سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگی گئی ہے وہ حرص ہے۔ حرص مزید اور مزید کی خواہش کو کہتے ہیں۔ بعض نفوس ایسے ہوتے ہیں جن کو جس قدر انعامات مل جائیں وہ ان پر مطمئن نہیں ہوتے بلکہ مزید کی خواہش میں بے قرار ہو جاتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے لئے ہی نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا کہ ان کے پیٹوں کو قبر ہی مٹی ہی بھر سکتی ہے۔ قناعت کی دولت نصیب ہو جانا بہت بڑی نعمت ہے اور حرص کا شکار ہو جانا مصیبت ہے۔ اس لئے آپ ﷺ نے اس سے پناہ مانگی ہے۔ آخر میں ایسی دعا سے پناہ مانگی جو سنی نہ جائے یعنی جسے قبولیت کا درجہ نصیب نہ ہو۔ دعا کی قبولیت کے لئے نبی کریم ﷺ نے بہت سی شرائط بتائی ہیں جن میں سے بنیادی شرط رزق حلال ہے۔ جس شخص کا لقمہ حلال نہیں ہوتا اس کی دعا کو شرف قبولیت نصیب نہیں ہوتا۔ اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہماری دعائیں قبولیت کا مقام حاصل کریں تو اس کے لئے ہمیں خود کو اس قابل بنانا ہو گا۔

اللَّهمَّ إنِّي أعوذُ بك من الفقرِ والقِلَّةِ والذِّلَّةِ ، وأعوذُ بك من أن أظلِمَ أو أن أُظلَمَ ۔[6]

اے اللہ! میں تیرے ذریعہ سے افلاس، نیکیوں کی کمی، مال کی کمی اور ذلت سے پناہ مانگتا ہوں اور اس سے کہ میں کسی پر ظلم کروں یا مجھ پر کوئی ظلم کرے۔

افلاس (غربت، معاشی بدحالی) بڑی مصیبتوں میں سے ایک ہے۔ اس کی اہمیت کا اندازہ نبی کریم ﷺ کے فرمان مبارک کے مفہوم سے لگایا جا سکتا ہے جس میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ افلاس کفر تک پہنچا دیتا ہے۔ رہائش، لباس، خوراک انسان کی بنیادی ضرورت ہے اور اس سب کے لئے رقم کی ضرورت ہوتی ہے۔ جس شخص کو پیٹ بھرنے کے لالے پڑے ہوں گے اسے ایمان و عمل پر توجہ کرنے کی فرصت کہاں ہو گی۔ اس کے لئے سب سے بڑا مسئلہ اس کی بھوک اور جسم ڈھانپنا ہو گا۔ اس لئے افلاس سے پناہ مانگی گئی کہ اس سے ایمان تک خطرے میں پڑ جاتا ہے۔ جب ایمان ہی خطرے میں ہو گا تو نیکیاں کہاں سے کی جائیں گی اور عزت نفس کا

خیال کہاں سے آئے گا۔ ایسی حالت کا شکار فرد لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلانے پر مجبور ہو جاتا ہے اور یہ بڑی ذلت ہے کہ مخلوق کے سامنے دستِ سوال دراز کرنا پڑ جائے۔ ظلم زیادتی کرنے کو کہتے ہیں۔ مجبوری کی حالت میں انسان ظالم بھی ہو جاتا ہے اور مظلوم بھی۔ اسے معاشی لحاظ سے خوشحال لوگ اپنے دشمن محسوس ہوتے ہیں اور اس کا دل کرتا ہے کہ ان سے مال چھین لے۔ اسی طرح معاشی لحاظ سے کمزور افراد کا مضبوط معاش رکھنے والے افراد استحصال کرتے ہیں۔ ان دونوں امور سے اللہ کی پناہ طلب مانگی گئی ہے۔

اللهمَّ أَصْلِحْ لي دِينِي الذي هو عِصْمَةُ أَمْرِي ، و أَصْلِحْ لي دُنْيايَ التي فيها مَعَاشِي ، و اجعلِ الموتَ رحمةً لي من كلِّ سوء۔[7]

اے اللہ! میرا دین درست کر دے جو میرے کاموں کا محافظ ہے۔ میری دنیا درست کر دے جس میں میری زندگانی ہے۔ میری آخرت درست کر دے جس کی طرف مجھے جانا ہے۔ میری زندگی کو بڑھا دے جو میرے لئے نیکی کرنے کا سبب ہے اور موت کو میرے لئے ہر برائی سے راحت و آرام کا سبب بنا۔

اس دعا میں دنیا و آخرت کے تمام معاملات میں بہتری کی دعا مانگی گئی ہے تا کہ انسان دونوں جگہ کامیاب ہو سکے۔ پہلے نمبر پر دین کی بہتری کی دعا کی گئی ہے کیونکہ ہر عمل کی بنیاد اس پر ہے۔ اگر دین درست ہو گا تو باقی اعمال خود بخود درست ہو جائیں گے۔ جب اعمال درست ہوں گے تو دنیا کی زندگی بھی آراستہ ہو جائے گی۔ دل میں شکر گزاری اور اللہ تعالیٰ کی رحمت پر یقین کامل ہو تو دنیا کے معاملات بھی آسان ہو جاتے ہیں۔ اگر دنیا میں محتاط اور اللہ رب العزت کا دل میں خوف رکھتے ہوئے زندگی گزرے گی تو آخرت میں اس کا بہترین اجر ملے گا جس سے آخرت سنور جائے گی۔ جو انسان اس نیت سے درازی عمر کی خواہش کرتا ہے کہ اس کو زیادہ سے زیادہ نیکی کرنے کا موقع مل جائے تو ایک ایک لمحے کو ضائع نہیں کرتا بلکہ اپنے دامن میں نیکیاں جمع کرتا ہے تا کہ روزِ قیامت وہ عمر میں اضافے کو اپنی خوش نصیبی سمجھ سکے۔ ایسی طویل عمر جو اللہ تعالیٰ کی ناراضگی والے امور میں ضائع کر دی جائے اس سے بڑھ کر اور کوئی وبال نہیں ہے۔ اس لئے اس دعا کی تعلیم دی گئی ہے کہ اگر انسان زندہ رہے تو اس کو نیک اعمال کی توفیق ملے اور جب اس کی زندگی ختم ہو جائے تو اسے یہ سکون ہو کہ اب اسے کسی برائی کو کرنے کا موقع نہیں ملے گا نفس کے ساتھ جبر کرنے کی مشقت سے اسے آزادی مل گئی ہے اور وہ آرام سے قبر میں روزِ آخرت کا انتظار کرے گا۔

اللَّهُمَّ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً، وَفِي الآخِرَةِ حَسَنَةً، وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔[8]

اے اللہ! ہمیں دنیا اور آخرت میں بھلائی عطا فرما اور دوزخ کے عذاب سے محفوظ فرما۔

اس دعا سے بڑھ کر اور جامع دعا کیا ہو سکتی ہے جس میں ایک مختصر جملے میں دنیا اور آخرت کی بھلائی اور نارِ جہنم سے پناہ طلب کر لی گئی ہے۔ بھلائی بہت وسیع لفظ ہے جس میں ہر طرح کی خیر، نیکی، راحت، آسانی، اطمینان، سکون، تشکر اور عافیت شامل ہے۔ قرآن کریم میں اس دعا کو نبی کریم ﷺ کی دعا کہا گیا ہے۔ جس شخص کو دنیا اور آخرت دونوں میں بھلائی نصیب ہو جائے۔ دوزخ کی آگ سے نجات مل جائے وہ کسی اور چیز کی طلب کر سکتا ہے؟ اس لئے نبی کریم ﷺ نے ہمیں یہ جامع دعا سکھائی جس میں اللہ تعالیٰ سے تمام معلوم بھلائی طلب کی گئی ہے۔

اللَّهُمَّ اجْعَلْنِي أُعْظِمُ شُكْرَكَ وَأُكْثِرُ ذِكْرَكَ وَأَتْبَعُ نَصِيحَتَكَ وَأَحْفَظُ وَصِيَّتَكَ۔[9]

اے اللہ! مجھے زیادہ شکر کرنے والا بنا دے، کثرت سے ذکر کرنے والا بنا دے، اپنی نصیحت کی پیروی کرنے والا اور اپنی وصیت کو یاد رکھنے والا بنا دے۔

شکر اور ذکر (اللہ کو یاد) کرنا اللہ تعالیٰ کی رحمت کو اپنی طرف متوجہ کرنے کی کنجی ہے۔ جو شخص جس قدر اللہ تعالیٰ کو یاد

کرنے والا ہو گا، اللہ تعالیٰ اس پر اسی قدر انعامات فرمائے گا۔ سورہ البقرۃ کی آیت کا مفہوم ہے کہ تم مجھے یاد رکھو میں تمہیں یاد رکھوں گا۔ میرا شکر ادا کرو اور ناشکری مت کرو۔ جس شخص کو اللہ رب العزت خود یاد رکھے اس کے لئے اس سے بڑھ کر اور کون نعمت ہو سکتی ہے۔ نعمتوں میں اضافہ کا قرآنی والہامی اصول شکر گزاری ہے۔ جو شخص جس قدر شکر گزار ہو گا۔ اللہ تعالیٰ اس پر اسی قدر انعامات کی کثرت فرمائے گا۔ اس حدیث مبارکہ کے آخری حصہ میں یہی دعا کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں انبیاء کے ذریعے کی گئی نصائح کو یاد رکھنے والا اور ان پر عمل کرنے والا بنا دے۔

اللهم إني أعوذ بك من الجوع، فإنه بِئْسَ الضَّجِيعُ،وأعوذُ بِكَ منَ الخِيَانَةِ، فَإِنَّهَا بِئْسَتِ البِطَانَةُ۔[10]

اے اللہ! میں پناہ چاہتا ہوں بھوک سے کہ وہ برا ساتھی اور پناہ مانگتا ہوں خیانت سے کہ وہ بری خصلت ہے۔

جس طرح زیادہ کھانا اور عیش و عشرت میں مبتلا ہونا اچھا نہیں ہے، اسی طرح ایسی بھوک اور فاقہ جس میں انسان کے لئے صبر کرنا مشکل ہو، وہ بھی بہتر نہیں ہے۔ ضجیع کا لفظی مطلب ساتھ لیٹنے والا ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ بھوک کی حالت میں نہ توجہ سے عبادت کی جا سکتی ہے اور نہ ہی چین سے سویا جا سکتا ہے۔ اس لئے ایسی بھوک سے اللہ کی پناہ مانگنے میں ہی عافیت ہے۔ بطانة ایسے اندرونی لباس کو کہتے ہیں جو جسم سے متصل ہوتا ہے اور دوسرے کپڑے اسے چھپا لیتے ہیں۔ اسی وجہ سے انتہائی گہرا دوست جو تمام معاملات سے واقف ہو اسے بطانۃ کہا جاتا ہے۔ خیانت چونکہ نیت سے متعلق ہے اس لئے اسے پوشیدہ عیب کہا گیا ہے۔ جب پوشیدہ راز فاش ہو جائے تو انسان بدنام ہو جاتا ہے اس لیے اس بدنامی سے محفوظ رہنے کے لئے دعا کی ضرورت ہے۔

اللهمَّ إنِّي أعوذُ بك من زوالِ نعمَتِك ، و تَحَوُّلِ عافيَتِك ، و فجْأةِ نقمتِك ، و جميعِ سَخَطِك۔[11]

اے اللہ! میں تیری نعمت کے زوال سے پناہ طلب کرتا ہوں۔ تیری عطا کردہ عافیت کے چلے جانے سے اور عذاب کے اچانک نازل ہونے سے اور ہر قسم کی ناراضگی وغصہ سے پناہ طلب کرتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتیں چونکہ انسان کے گناہوں کی شامت کی وجہ سے زائل ہو جاتی ہیں، اس لئے نعمتوں کے زوال سے پناہ مانگنے سے مراد دراصل اپنے برے اعمال سے پناہ مانگنا ہے کہ مجھ سے ایسا کوئی عمل سرزد نہ ہو جو اللہ تعالیٰ کے غضب کو آواز دینے والا ہو اور وہ مجھ سے اپنی عطا کردہ نعمتیں واپس لے لے۔

اللهمَّ لكَ أسلمتُ وبكَ آمنتُ وعليكَ توكلتُ وإليكَ أنبتُ وبكَ خاصمتُ أعوذُ بعزَّتِكَ لا إلهَ إلا أنتَ أن تُضِلَّني أنت الحيُّ الذي لا تموتُ والجنُّ والإنسُ يموتونَ۔[12]

اے اللہ! میں نے تجھ پر ایمان لا کر تیری اطاعت کی۔ تجھ پر بھروسہ کرتے ہوئے تیری طرف رجوع کیا اور تیری مدد کے ذریعے ہی میں لڑتا ہوں۔ اے اللہ! میں تیری عزت کے ذریعہ پناہ چاہتا ہوں، تیرے سوا کوئی معبود نہیں میں گمراہ ہونے سے پناہ مانگتا ہوں۔ تو زندہ ہے، ایسا کہ تمام انس و جن کو موت آجائے گی مگر تو زندہ رہنے والا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے اس حدیث میں فرمایا کہ اے اللہ! میں ظاہری طور پر آپ کا ہی فرماں بردار ہوں اور کسی کا نہیں اور باطنی طور پر آپ کی تصدیق کرنے والا ہوں۔ میں نے تجھ پر بھروسہ کیا یعنی اپنے تمام امور کی تدبیر تیرے ذمے کر دی، تو چاہے تو نفع عطا کرے اور تیرا منشا ہو تو نقصان کا سامنا کروں۔ میں خود اپنے کسی نفع ونقصان کا مالک نہیں ہوں۔ میں نے خود کو نافرمانی سے تیری اطاعت کی طرف موڑا ہے اور غافل پڑے رہنے سے تیرے ذکر کی جانب خود کو متوجہ کر لیا ہے۔ تیری مدد کے ساتھ ہی میں تیرے دشمنوں سے مخاصمت (جنگ) کے قابل ہو سکتا ہوں۔ اے اللہ! میں آپ کی عزت کی پناہ میں آتا ہوں کیونکہ آپ کے غلبے کے ساتھ

ساتھ تمام عزت بھی آپ کی ہی ہے۔ تیرے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہے اور نہ کوئی ایسا ہے جس سے سوال کیا جاسکے اور جس کی مدد لی جا سکے۔ میں اس بات سے پناہ چاہتا ہوں کہ میں ہدایت کے بعد گمراہ ہو جاؤں جب کہ تو نے مجھے ظاہری و باطنی طور پر اپنے حکم کی فرمانبرداری، اپنی بارگاہ میں سر جھکانے، اپنے دشمن سے جنگ اور ہر حال میں اپنی عزت و نصرت کی دعا کرنے کی توفیق عطا فرمائی ہے۔ ایک تیری ہی ذات ہے جو سدا قائم رہنے والی ہے جسے موت نہیں آئے گی۔ باقی سب مخلوقات (جن و انس) موت کا ذائقہ چکھنے والے ہیں۔

اللھمَّ اِنِّی أَسْأَلُکَ فِعْلَ الْخَیْرَاتِ، وَ تَرْکَ الْمُنْکَراتِ، وَ حُبَّ الْمَسَاکِیْنِ۔[13]

اے اللہ! میں تجھ سے نیکی کرنے، برائی چھوڑنے اور غریبوں سے محبت کی توفیق کا سوال کرتا ہوں۔

یہ دعا نبی کریم ﷺ کو اللہ رب العزت کی طرف سکھائی گئی کہ نماز کے بعد اسے پڑھنے کا اہتمام کر لیا کریں۔ یہ دعا اپنے مفہوم کے لحاظ سے بے حد جامعیت لئے ہوئے ہے۔ اس کے پہلے حصے میں اللہ تعالیٰ سے بھلائی کے کام کرنے اور منکرات سے بچنے کی توفیق طلب کی گئی ہے کیونکہ ہر اچھا یا برا کام اس کی توفیق سے ہی ہوتا ہے۔ اس لئے اللہ رب العزت سے ہمہ وقت خیر اور بھلائی کا سوال کرتے رہنا چاہئے اور ایسے اعمال سے پناہ مانگتے رہنا چاہئے جو برائی کی طرف لے جانے والے ہوں۔ غرباء، مساکین کی محبت کا سوال اس لئے کیا گیا کہ اس سے انسان کے دل سے تکبر کا خاتمہ ہوتا ہے، عاجزی و انکساری پیدا ہوتی ہے۔ معاشی لحاظ سے خود سے کمتر لوگوں کو دیکھنے سے دل میں شکر گزاری کے جذبات پیدا ہوتے ہیں۔ ان کی ضروریات کا احساس کرنے سے دل نرم ہوتا ہے۔

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِيْ شَکُوْرًا وَّاجْعَلْنِيْ صَبُوْرًا وَّاجْعَلْنِيْ فِيْ عَيْنِيْ صَغِيْرًا وَّفِيْ أَعْيُنِ النَّاسِ كَبِيْرًا۔[14]

اے اللہ! مجھے صبر کرنے والا بنا دے، مجھے شکر کرنے والا بنا دے۔ مجھے اپنی نظر میں چھوٹا اور دوسروں کی نظر میں بڑا بنا دے۔

اس دعا میں تکبر سے پناہ مانگی گئی ہے اور عاجزی طلب کی گئی ہے۔ تکبر سب سے بڑا عیب اور برائی ہے جو انسان کے اخلاق کو تباہ کر دیتی ہے۔ اس لئے آپ ﷺ نے اس سے خصوصی طور پر اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرنے کی تلقین کی ہے۔ اپنی نظروں میں چھوٹا اور دوسروں کی نظروں میں بڑا بننے سے یہی مراد ہے کہ مجھے متواضع بنا، میں خود کو دوسروں سے اعلیٰ و ارفع اور بلند و برتر نہ سمجھوں۔ ان کے برابر کا انسان سمجھوں۔ اگر مجھ میں کوئی خاصیت ہے تو وہ دوسروں کو نظر آئے، وہ اس کی تحسین کریں۔ میں خود پرستی میں مبتلا ہونے والا نہ ہوں۔ خود کو دوسروں سے کمتر جانوں اور اللہ رب العزت سے دعا گو رہوں کہ دوسروں کی نگاہ میں میری عزت قائم رہے۔ میرے عیب، نقائص ان کی نگاہ سے اللہ کی رحمت سے پوشیدہ رہیں اور وہ مجھے حقیر نہ جانیں۔ اس دعا کی جامعیت ملاحظہ ہو کہ اللہ تعالیٰ سے تواضع بھی مانگی جا رہی ہے، اور مخلوق کی نگاہ میں عزت بھی۔ آدمی اپنے آپ کو حقیر و عاجز جانتا ہے، جبکہ دوسرے اسے قابلِ عزت سمجھتے ہیں۔

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ اَوْسَعَ رِزْقِکَ عَلَیَّ عِنْدَ کِبَرِ سِنِّیْ وَ اِنْقِطَاعِ عُمُرِیْ۔[15]

اے اللہ! مجھ پر بڑھاپے اور عمر ختم ہونے تک اپنا رزق کشادہ رکھنا۔

یہ دعا بھی بہت مفہوم کے لحاظ سے بہت جامع ہے۔ رزق میں تمام نعمتیں آجاتی ہیں۔ چاہے وہ صحت ہو، مال ہو، علم ہو، عمدہ اخلاق و آداب ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ ہر نعمت رزق میں شمار ہوتی ہے۔ اس لئے اس دعا میں بطورِ خاص بڑھاپے میں جب اعضاء قوی نہیں رہتے اور انسان دوسروں کی مدد پر انحصار کرتا ہے۔ ایسے وقت میں بیماری سے محفوظ رہنا، اچھی صحت ہونا، کسی کی محتاجی سے بچے رہنا یہ سب امور اللہ تعالیٰ کی طرف سے رزق کی کشادگی کی علامت ہیں۔ اس لئے نبی کریم ﷺ نے یہ دعا سکھائی تاکہ

انسان کا بڑھاپا عمدگی سے گزرے۔

اللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ ذَنْبِيْ وَ وَسِّعْ لِيْ (فِيْ) دَارِيْ وَ بَارِكْ لِيْ فِيْ رِزْقِيْ۔[16]

اے اللہ! میرے گناہ بخش دے، میرے گھر اور رزق میں وسعت عطا فرما۔

اگر کسی شخص کو مالی تنگدستی کا سامنا ہو اس کے لئے نبی کریم ﷺ نے یہ دعا تعلیم فرمائی۔ جب بھی کسی معاملے میں تنگدستی کا سامنا ہو، لازم ہے استغفار کی کثرت کی جائے اور اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزی سے اپنے گناہوں، کوتاہیوں اور خطاؤں کی معافی طلب کی جائے۔ جب اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو معاف فرمادیتا ہے، ان پر مہربان ہو جاتا ہے تو ان کے گھروں اور رزق میں اضافہ فرمادیتا ہے۔ اس لئے رزق میں اضافے کے لئے محنت کے ساتھ ساتھ اللہ رب العزت سے دعا گو بھی رہنا ضروری ہے۔

اللهم اجعلْ حُبَّكَ أَحبَّ الأشياءِ إِلَيَّ واجعلْ خَشْيَتَك أَخْوَفَ الأشياءِعندي واقطَعْ عني حاجاتِ الدنيا بالشَّوْقِ إلى لقائِكَ، وإذا أَقْرَرْتَ أَعْيُنَ أهلِ الدنيا من دنياهم، فأَقِرَّ عيني من عبادتِك.[17]

اے اللہ! اپنی محبت کو ہمارے لئے تمام چیزوں سے محبوب تر بنادے اور اپنے خوف کو تمام چیزوں سے خوفناک بنادے اور مجھے اپنی ملاقات کا شوق عطا فرما اور دنیا کی حاجتوں کو مجھ سے دور کردے۔ جہاں تونے دنیا والوں کی آنکھیں دنیا سے ٹھنڈی رکھی ہیں، میری آنکھ اپنی عبادت سے ٹھنڈی رکھ۔

یہ جامع دعا ایک عمدہ روحانی تربیت کا حصہ ہے جس کا مقصد انسان کے دل سے دنیا کی محبت ختم کرکے اس کے دل کو اللہ کی محبت سے روشن کرنا ہے۔ اور ساتھ ہی اللہ کے خوف سے پناہ مانگی گئی ہے، کیونکہ خوف اور محبت کے جذبات ایک ساتھ نہیں رہ سکتے۔ جب دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت کی شمع روشن ہوگی تو اس کا خوف خود بخود دور ہو جائے گا۔ محبت اطاعت کا دوسرا نام ہے، اللہ رب العزت سے محبت کرنے والا انسان ہر صورت اس کی فرمانبرداری کرنے والا ہوگا۔ اس کی نافرمانی کے کاموں سے بچنے والا ہوگا۔ ایسی صورت میں اس کا دل دنیاوی خواہشات سے نجات پالے گا اور اسکے دل میں صرف اللہ کی ملاقات اور دیدار کی تمنا پیدا ہو جائے گی۔ جس طرح کوئی شخص اپنی پسندیدہ چیز حاصل کرکے خوش باش ہو جاتا ہے، اسی طرح مومن اللہ تعالیٰ کی عبادت کرکے خوشی وسعادت محسوس کرتا ہے۔ اس لئے یہ جامع دعا سکھائی گئی کہ انسان دنیا اور اسکی لذتوں میں کھو کر اللہ سے غافل نہ ہو جائے بلکہ اسے چاہئے کہ وہ ہر صورت اللہ کی محبت کی طلب اور آخرت کی فکر میں مصروف رہے۔

اللَّهُمَّ ارْزُقْنِي حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ يَنْفَعُنِي حُبُّهُ عِنْدَكَ اللَّهُمَّ مَا رَزَقْتَنِي مِمَّا أُحِبُّ فَاجْعَلْهُ قُوَّةً لِي فِيمَا تُحِبُّ اللَّهُمَّ وَمَا زَوَيْتَ عَنِّي مِمَّا أُحِبُّ فَاجْعَلْهُ فَرَاغًا لِي فِيمَا تُحِبُّ۔[18]

اے اللہ! مجھے اپنی محبت نصیب فرما اور اس شخص کی بھی محبت جس کی محبت تیرے نزدیک میرے حق میں باعثِ منفعت ہو۔ اے اللہ! جس طرح آپ نے مجھے وہ دیا جو مجھے پسند ہے اسی طرح اسے میرا معاون بھی اس کام میں بنادے جو تجھے پسند ہے۔ یا اللہ! جسے تونے میری پسند کے باوجود مجھ سے دور رکھا ہے اسے میرے حق میں ان چیزوں کے لئے موجب فراغ بنادے جو تجھے پسند ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے تعلق جڑنا بڑے اعزاز کی بات ہے۔ اس کی محبت دل میں پیدا ہو جانا سب سے بڑی خوش نصیبی ہے۔ اس لئے نبی کریم ﷺ نے اپنی امت کے لئے ایسی مسنون ادعیہ کا ذخیرہ چھوڑا ہے جس کے ذریعے وہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرسکیں۔ اس میں مال ودولت کی بجائے اللہ تعالیٰ کی محبت کی طلب کی تلقین کی گئی ہے۔ انسان اللہ رب العزت کی بارگاہ میں عرض کرے کہ آپ نے مجھے مال ودولت میں سے جو نہیں دیا اس کو میرے لئے اپنی عبادت میں مشغولیت کا ذریعہ بنادے تاکہ مجھے قناعت اور تیری ذات

پر توکل کی دولت نصیب رہے۔ جو رزق مجھے حاصل نہیں ہو سکا اس کی پرواکئے بغیر میں تیری عبادت میں مشغول رہوں۔ حاصلِ دعا یہ ہے کہ اگر تو مجھے دنیا کی نعمتیں عطا کرے تو مجھے ان پر شکر گزاری کی توفیق بھی ساتھ ہی نصیب فرما تا کہ میرا شمار تیرے شکر گزار بندوں میں ہو۔ اگر مجھے یہ نعمتیں حاصل نہ ہوں تو میرے دل کو ان کی طرف سے پھیر دے تا کہ میں ان کی طرف متوجہ ہی نہ ہوں۔ جزع فزع کئے بغیر دلی آمادگی اور اطمینان کے ساتھ تیری عبادت میں مصروف رہوں۔

اللهمَّ اغفِرْ لي خطيئَتي وجَهلي ، وإسرافي في أمري ، وما أنت أعلمُ به مني ، اللهمَّ اغفرْ لي خطَئي وعَمْدي ، وهَزْلي وجِدِّي ، وكلُّ ذلك عندي ، اللهمَّ اغفرْ لي ما قدَّمتُ وما أخَّرتُ ، وما أسررتُ وما أعلنتُ ، أنت المقدِّمُ وأنت المؤخِّرُ ، وأنت على كلِّ شيءٍ قديرٌ۔[19]

میرے رب! میری خطا، میری نادانی اور تمام معاملات میں میرے حد سے تجاوز کرنے میں میری مغفرت فرما اور وہ گناہ بھی جن کو تو مجھ سے زیادہ جاننے والا ہے۔ اے اللہ! میری مغفرت فرما، میری خطاؤں میں، میرے با ارادہ اور بلا ارادہ کاموں میں اور میرے ہنسی مزاح کے کاموں میں اور یہ سب میری طرف سے ہی ہیں۔ اے اللہ! میری مغفرت کر ان کاموں میں جو میں کر چکا ہوں اور ان میں جو میں کروں گا اور جنہیں میں نے چھپایا اور جنہیں میں نے ظاہر کیا ہے۔ تو سب سے پہلے ہے اور تو ہی سب سے بعد میں ہے اور تو ہی ہر چیز پر قادر ہے۔

یہ دعا بھی جامع الفاظ کے حامل مفہوم پر مبنی ہے۔ رسول اللہ ﷺ ان عظیم الفاظ کے ساتھ دعا کیا کرتے تھے۔ جن میں ہر طرح کے گناہ اور غلطی سے اللہ رب العزت سے معافی طلب کی گئی ہے۔ اس کی بارگاہ میں دامن عجز و نیاز پھیلا کر اپنی نادانی اور کمزوری کا اعتراف کرتے ہوئے پناہ کی درخواست کی گئی ہے۔ انسان کا مقام ہی یہی ہے کہ جب اس سے غلطی سرزد ہو جائے تو اس پر ڈھٹائی دکھانے کی بجائے فوراً غلطی کا احساس کرتے ہوئے ندامت کا اظہار کرنا چاہئے اور اللہ سے معافی مانگ کر آئندہ وہ غلطی نہ دہرانے کا عہد کر لینا چاہئے۔ غلطی کی چاہے کوئی قسم ہو، بلا ارادہ یا ارادتاً سرزد ہوئی ہو، ہنسی مذاق میں کوئی نادانی کا کام کر لیا ہو، دانستہ یا نادانستہ کسی ناپسندیدہ کام میں شامل ہو گیا ہو، ہر وہ غلطی چاہے لوگ اس سے واقف ہوں یا ناواقف، اس کی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں معافی مانگ لینا ہی کامیابی کی دلیل ہے۔ یہی اسوہ حسنہ ہے اور یہی فلاح کا راستہ ہے۔

اللهم زِدْنَا ولا تنقُصنا، وأكْرِمْنا ولا تُهِنَّا ولا تحرمنا، وآثِرْنا، ولا تُؤْثِر علينا، وارْضَ عنا[20]

اے اللہ! ہم کو زیادہ عطا فرما، ہمیں دینے میں کمی نہ کر، ہم کو عزت دے، ہمیں ذلیل و رسوا نہ کر، ہمیں اپنی نعمتوں سے نواز، اور اپنی نوازشات سے محروم نہ رکھ، ہمیں (اوروں) پر فضیلت دے، اور دوسروں کو ہم پر فضیلت و تفوق نہ دے، اور ہمیں راضی کر دے (اپنی عبادت و بندگی کے لئے) اور ہم سے راضی و خوش ہو جا۔

عزت اور نعمتوں میں اضافے کے لئے نبی کریم ﷺ نے یہ دعا تعلیم فرمائی۔ آپ ﷺ نے مادی وسائل، طاقت اور کشف و کرامات کی بجائے عزت طلب کرنے کو ترجیح دی ہے۔ دنیاوی نعمتوں کے ساتھ بھی یہ احساس دل میں جاگزیں رہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے لطف و عنایت اور اکرام ہے۔ جس شخص کو اکرام کا احساس ہو گا وہی اس بات کو سمجھے گا کہ جن جمالیات سے وہ لطف اندوز ہو رہا ہے وہ سب کی سب من جانب الی اللہ ہیں۔ انسان پر لازم ہے کہ وہ اللہ رب العزت سے ایسی دنیاوی نعمتوں کا سوال کرے جو اسے گمراہ اور سرکش نہ بنائیں بلکہ اللہ سے ہر چیز میں خیر طلب کرے۔ ترجیح دینے سے مراد یہ ہے کہ اگر امتوں میں کسی کو ترجیح دینا مقصود ہو تو ہمیں ترجیح عطا فرما، یعنی ہم اللہ رب العزت کے اس قدر فرمانبردار ہوں کہ وہ ہمیں ہی منتخب کرے۔ عبودیت کا اعلیٰ ترین مقام یہ ہے کہ بندہ اللہ سے، اللہ بندے سے راضی ہو جائے۔ یہ دونوں باتیں باہم لازم ہیں، انہیں ایک دوسرے سے الگ

نہیں کیا جاسکتا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کسی انسان سے راضی ہو گا تو اس کو بھی راضی کرے گا۔ اسی طرح بندے کا اپنے رب کی تقدیر پر راضی ہونا یہی ہے کہ رب اس سے راضی ہے۔

اللهمَّ بعِلْمِكَ الغيبَ وقُدْرَتِكَ عَلَى الخلقِ ، أحْيِني ما علِمْتَ الحياةَ خيرًا لِي ، وتَوَفَّنِي إذا عَلِمْتَ الوفاةَ خيرًا لي ، اللهمَّ إنِّي أسأَلُكَ خشْيَتَكَ في الغيبِ والشهادَةِ ، و أسأَلُكَ كَلِمَةَ الْحَقِّ فِي الرِّضَا والغضَبِ ، وأسأَلُكَ القصدَ في الفقرِ والغِنَى ، وأسأَلُكَ نعيمًا لَا ينفَدُ ، و أسالُكَ قرَّةَ عينٍ لا تنقَطِعُ ، وأسأَلُكَ الرِّضَى بعدَ القضاءِ ، وأسأَلُكَ برْدَ العيشِ بعدَ الموْتِ ، وأسأَلُكَ لذَّةَ النظرِ إلى وجهِكَ ، والشوْقَ إلى لقائِكَ في غيرِ ضراءَ مُضِرَّةٍ ، ولا فتنةٍ مُضِلَّةٍ ، اللهم زيِّنَّا بزينَةِ الإيمانِ۔[21]

اے اللہ! غیب کے جاننے والے۔ اے تمام مخلوق پر قدرت والے، مجھ کو اس وقت تک زندہ رکھ جب تک میرے لئے بہتر ہو اور مجھے اس وقت موت دے جب تو میرے لئے موت کو بہتر جانے۔ اے اللہ! میں تجھ سے ظاہر و باطن میں تیرے خوف کا سوال کرتا ہوں، میں تجھ سے اس بات کی توفیق چاہتا ہوں کہ میں خوشی اور ناراضگی دونوں میں کلمہ حق کہوں۔ میں تجھ سے میانہ روی اور خوش حالی کا طلب گار ہوں اور ایسی نعمت کا جو کبھی ختم نہ ہو۔ میں تجھ سے آنکھ کی ایسی ٹھنڈک مانگتا ہوں جو کبھی ختم نہ ہو۔ میں تجھ سے تیری ملاقات کا شوق چاہتا ہوں اور ہر نقصان دہ مصیبت اور ہر گمراہ کن فتنے سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں۔ اے اللہ! ہم کو ایمان کے ساتھ زینت عطا فرما۔

روایات میں آتا ہے کہ حضرت عمار بن یاسرؓ نے اس دعا کے بارے میں فرمایا کہ نبی کریم ﷺ اس دعا کو نماز کے آخر میں پڑھا کرتے تھے۔ یہ انتہائی جامعیت والی دعا ہے جس کا آغاز اللہ رب العزت کی حمد و ثناء سے کیا گیا ہے۔ موت کی دعا یا خواہش کرنا پسندیدہ نہیں ہے اس لئے آپ ﷺ نے یہ دعا فرمائی کہ اللہ رب العزت کا یہ اختیار ہے کہ وہ چاہے تو اپنے بندے کو زندہ رکھے اور چاہے تو موت دے دے۔ یعنی جب تک میری نیکیاں برائیوں پر غالب رہیں، مجھے زندہ رہنے دیں اور برائیاں نیکیوں پر غالب آجائیں اور ظاہری و باطنی فتنے گھیر لیں تو اس وقت میرے لئے موت بہتر ہے۔ اس لئے میں فتنوں سے بچاؤ کے لئے آپ کا خوف مانگتا ہوں۔ کلمہ حق طلب کرنے کا مطلب یہ ہے کہ میرے اندر اتنی بے خوفی اور جرات پیدا فرما کہ میں لوگوں کی خوشی یا ناراضگی کی پرواہ کئے بغیر حق بات کہوں۔ آنکھ کی ٹھنڈک سے مراد وہ چیزیں ہیں جن سے اطاعت و عبادت کا جذبہ کامل ہوتا ہے اور انسان حقیقی کیف و نشاط پاتا ہے۔ اس سے یہ مفہوم بھی مراد لیا جاسکتا ہے کہ اس کے مرنے کے بعد اس کی اولاد باقی رہے جو اس کے لئے دعائے خیر کرتی رہے۔ تیری ملاقات کے شوق سے مراد ایسا شوق ہے جو احکام و اعمال کی بجاآوری میں حائل نہ ہو۔ میں راہِ استقامت سے دور کرنے والے کسی فتنے میں مبتلا نہ کیا جاؤں جس سے صبر و شکر کا دامن میرے ہاتھ سے چھوٹ جائے اور میں گمراہ ہو جانے والوں میں سے ہو رہوں۔

اللَّهمَّ اغْفِرْ لِي، وارْحَمْنِي، وعافِنِي، واهْدِنِي، وارزقْنِي۔[22]

اے اللہ! مجھ کو بخش دے، مجھ پر رحم فرما، مجھے عافیت عطا فرما، مجھے ہدایت دے اور مجھے بہترین رزق عطا فرما۔

اللہ کے نبی ﷺ نماز کے اندر دو سجدوں کے درمیان یہ پانچ چیزیں مانگا کرتے تھے۔ یہ پانچ چیزیں وہ ہیں جن کی ایک مسلمان کو ہر دم ضرورت ہوتی ہے۔ ان پانچ چیزوں کے اندر دنیا اور آخرت کی بھلائیاں سمٹ آئی ہیں۔

اللَّهُمَّ قِنِي عَذَابَكَ يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ۔[23]

اللہ! مجھے اس دن کے عذاب سے بچا جس دن تو لوگوں کو جمع فرمائے یا اس دن جب بندوں کو قبر سے اٹھائے۔

منقول ہے کہ نبی کریم ﷺ جب سونے کا ارادہ فرماتے تو اس وقت یہ دعا پڑھا کرتے تھے۔ نیند موت کی یاد دلاتی ہے جس کے بعد اٹھ کر اللہ کے سامنے حاضر ہونا ہے۔ اس لئے سوتے وقت قیامت کے عذاب سے پناہ مانگنا مناسب ہے۔ رسول اللہ ﷺ مقرب ترین اور افضل ترین انسان ہونے کے باوجود عبودیت کے اعتراف اور اہل ایمان کے لئے نمونہ کے طور پر اس طرح کی دعائیں پڑھا کرتے تھے۔ یہ اللہ کے اسم اعظم کے ساتھ دعا ہے۔ اس حوالے سے علماء کا کہنا ہے کہ لفظ قنی میں اللہ کے فضل و احسان کی بدولت اس کی حفاظت میں آنا ظاہر کرتا ہے اور یہ لفظ بندے کو ایسے فعل کی توفیق دینے کے مفہوم پر مشتمل ہے جس بناء پر اس کے لئے جنت واجب ہو جاتی ہے اور اس کو عذاب سے نجات مل جاتی ہے۔ عذابک میں ہر قسم کا عذاب داخل ہے لیکن اس میں جہنم کا عذاب بدرجہ اول شامل ہے۔ اس طرح اس لفظ میں سپردگی کا معنی بھی ہے کیونکہ بندوں پر صرف اللہ کا ہی اختیار چلتا ہے اور اس عذاب پر بھی اس غالب و مالک کا تصرف ہے۔

اَللّٰهُمَّ اٰتِ نَفْسِىْ تَقْوَاهَا وَزَكِّهَآ اَنْتَ خَيْرُ مَنْ زَكَّاهَا اَنْتَ وَلِيُّهَا وَ مَوْلَاهَا۔[24]

اے اللہ! میرے نفس کو پرہیزگاری عطا فرما اور اسے پاکیزہ کر دیے۔ تجھ سے بہتر اس کو کوئی پاک کرنے والا نہیں ہے، کیونکہ آپ ہی میرے مولا اور اس کے آقا ہیں۔

اس دعا میں نفس کو اللہ کے احکامات کی بجا آوری اور محرمات سے پرہیز کا عادی بنانے کی درخواست ہے۔ کہ میرا دل کسی بھی معاملے میں اللہ کی نافرمانی کرنے والا نہ ہو اور اس میں اطاعت کا جذبہ قائم رہے۔ علماء کا کہنا ہے کہ یہاں تقویٰ کا معنی فجور کے بالمقابل ہو گا جیسا کہ اللہ رب العزت کا ارشاد ہے: فالهمها فجورها و تقواها: پھر اسے بدکاری کی سمجھ دی اور اس سے بچ کر چلنا سکھایا۔ یعنی میرے نفس گناہوں اور کو برائیوں سے پاک فرما۔ اسے تیرے سوا اور کوئی پاک کرنے پر قدرت نہیں رکھتا۔ تو ہی میرا اور میرے نفس کا مالک ہے اور ہم پر نعمتوں کا نزول تیری جانب سے ہی ہوتا ہے۔ یہ ایک جامع دعا ہے جس میں نفس کی پاکیزگی اور اللہ رب العزت کے قربت کے حصول کی خواہش کی گئی ہے۔

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ عِلْمًا نَافِعًا، وَرِزْقًا طَيِّبًا، وَعَمَلًا مُتَقَبَّلًا۔[25]

اے اللہ! میں تجھ سے منفعت بخش علم، پاک رزق اور قبول ہونے والے اعمال کا سوال کرتا ہوں۔

ام المؤمنین حضرت ام سلمہؓ بیان فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب نمازِ فجر کے بعد سلام پھیرتے تو یہ دعا پڑھتے تھے۔ یہ ایک جامع دعا ہے۔ نبی کریم ﷺ کی عادت مبارکہ تھی کہ آپ ﷺ اکثر ایسی دعائیں مانگا کرتے تھے جو جامع ہوں اور کم الفاظ میں زیادہ فائدے کی چیزوں کی دعا ہو جائے۔ علم نافع سے مراد وہ علم ہے جس پر انسان کو عمل کی توفیق نصیب مل جائے اور وہ اس سے دوسروں کو بھی فائدہ پہنچائے۔ چاہے وہ فائدہ تقریر و تحریر اور نیک اعمال سے ہو یا تعلیم و تعلم کے ذریعے وہ دوسروں تک پہنچائے تاکہ دوسرے لوگ بھی اس پر عمل کر سکیں تو یہ اس شخص کی نیکیوں میں اضافے کا باعث ہو گا۔ پاکیزہ رزق سے مراد حلال ذرائع سے کمایا گیا رزق ہے اور قبول ہونے والا عمل وہ ہے جسے خالصتاً اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے نیک نیتی سے کیا جائے۔ جس کا مقصد دکھاوا یا دنیاوی عزت کا حصول نہ ہو۔ ایسا خالص عمل اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبولیت سے سرفراز ہوتا ہے۔

اللَّهُمَّ مُصَرِّفَ الْقُلُوبِ صَرِّفْ قُلُوبَنَا عَلَى طَاعَتِكَ۔[26]

اے دلوں کے پھیرنے پر قدرت رکھنے والے رب! ہمارے دلوں کا رخ اپنی اطاعت کی طرف پھیر دے۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان کا عمل اللہ کے اختیار اور قبضہ قدرت میں ہے۔ وہ اپنی حکمت اور مصلحت کے

مطابق انہیں جدھر چاہتا ہے موڑ دیتا ہے۔ وہ ہر انسان سے وہی سلوک کرتا ہے اور اس کا دل اسی طرف موڑتا ہے جس کا وہ مستحق ہوتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ دنیا میں جو کچھ بھی ہو رہا ہے وہ اللہ کے حکم، مشیت اور ارادے سے ہو رہا ہے۔ اللہ ہی بندوں کا خالق ہے اور ان کے دلوں کو نیکی یا بدی کی طرف موڑنے والا بھی وہی ہے۔ اس لئے آپ ﷺ نے یہ دعا فرمائی کہ اے دلوں کو پھیرنے پر قادر ہمارے رب! ہمارے دلوں کو اپنی اطاعت کی طرف پھیر دے اور انہیں اس اطاعت پر ثابت قدم رکھ۔

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ فِيْ قَلْبِیْ نُوْرًا وَّ فِيْ بَصَرِیْ نُوْرًا وَّفِيْ سَمْعِیْ نُوْرًا وَّعَنْ يَّمِيْنِیْ نُوْرًا وَّعَنْ شِمَالِیْ نُوْرًا وَّمِنْ خَلْفِیْ نُوْرًا وَّمِنْ اَمَامِیْ نُوْرًا وَّاجْعَلْ لِّیْ نُوْرًا وَّفِيْ عَصَبِیْ نُوْرًا وَّ فِيْ لَحْمِیْ نُوْرًا وَّفِيْ دَمِیْ نُوْرًا وَّفِيْ شَعْرِیْ نُوْرًا وَّفِيْ بَشَرِیْ نُوْرًا وَّفِيْ لِسَانِیْ نُوْرًا، وَّاجْعَلْ فِيْ نَفْسِیْ نُوْرًا وَّاَعْظِمْ لِیْ نُوْرًا وَاجْعَلْنِیْ نُوْرًا، وَّاجْعَلْ مِنْ فَوْقِیْ نُوْرًا وَّمِنْ تَحْتِیْ نُوْرًا، اَللّٰھُمّ اَعْطِنِیْ نُوْرًا۔[27]

اے اللہ! میرے دل کو نور عطا فرما، میری آنکھوں اور کانوں کو نور عطا فرما، میرے دائیں بائیں دونوں طرف نور کر دے، میرے آگے پیچھے ہر طرف نور اور اس نور کو میرے لئے خاص کر دے۔ میرے پٹھوں، گوشت، خون، بالوں، جسم، زبان اور جان میں نور بھر دے اور مجھے عظیم نور سے نواز دے۔ مجھے سر تا پا نور عطا کر دے، میرے اوپر اور پیچھے نور کر دے اور مجھے نور عطا فرما دے۔

نبی کریم ﷺ کے معمولات میں شامل تھا کہ تہجد کی نماز کے بعد دعائے نور پڑھنے کا اہتمام کیا کرتے تھے۔ جس کا یہ مقصد تھا کہ اے اللہ! میرے دل، میرے قالب، میری روح، میرے جسم اور جسم کے ہر حصہ میں اور میری رگ رگ اور ریشہ میں نور بھر دے۔ مجھے صرف سر تا پا ہی نور نہ بنا بلکہ میرے گرد و پیش اور آگے پیچھے، اوپر نیچے ہر طرف نور ہی نور کر دے۔ یہاں نور سے مراد علم، ہدایت اور ایمان ہے کیونکہ قرآن مجید اور متعدد احادیث میں لفظ نور ان معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ تاکہ میں لوگوں کے لئے ہر اعتبار سے اور ہر حیثیت سے مشعلِ راہ بنوں اور میرے ہر قول و فعل اور حرکت میں نور ہی نور ہو۔ اس دعا میں ہر عضو کے سراپا نور ہونے یا نور ہونے سے یہ بھی مراد ہے کہ آپ ﷺ کا ہر عضو وہی کام کرے جس کے لئے اس کو پیدا کیا گیا ہے۔ آپ ﷺ کا کوئی عضو بھی علم و ہدایت کی روشنی سے محروم نہ ہو بلکہ آپ ﷺ کی جہات ستہ (چھ سمتیں) نور اور روشنی سے منور ہوں اور آپ ﷺ کے علم اور ہدایت کی روشنی ہر سو پھیلے۔ یہ نہایت جامع دعا ہے جس کے علماء نے مختلف مفاہیم بیان کئے ہیں۔ اس سے مراد ظاہری اور حقیقی نور کے حصول کی دعا ہے جس سے رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کے پیروکار قیامت تک کے اندھیروں میں روشنی حاصل کریں گے یا علم و ہدایت کا نور اور نیک اعمال کی توفیق اور ان پر ثابت قدم رہنا مراد ہے۔[28]

نبی کریم ﷺ نے حضرت عائشہ ؓ کو یہ جامع دعا سکھائی:

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ مِنْ الْخَيْرِ كُلِّهِ، عَاجِلِهِ وَآجِلِهِ، مَا عَلِمْتُ مِنْهُ وَمَا لَمْ أَعْلَمْ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ الشَّرِّ كُلِّهِ، عَاجِلِهِ وَآجِلِهِ، مَا عَلِمْتُ مِنْهُ وَمَا لَمْ أَعْلَمْ، اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَا سَأَلَكَ عَبْدُكَ وَنَبِيُّكَ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا عَاذَ بِهِ عَبْدُكَ وَنَبِيُّكَ، اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْجَنَّةَ، وَمَا قَرَّبَ إِلَيْهَا مِنْ قَوْلٍ أَوْ عَمَلٍ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ النَّارِ، وَمَا قَرَّبَ إِلَيْهَا مِنْ قَوْلٍ أَوْ عَمَلٍ، وَأَسْأَلُكَ أَنْ تَجْعَلَ كُلَّ قَضَاءٍ قَضَيْتَهُ لِي خَيْرًا۔[29]

اے اللہ! میں تجھ سے ہر طرح کی خیر کا سوال کرتا ہوں، چاہے وہ جلدی ملنے والی ہو یا دیر سے، اور وہ خیر بھی جس کا مجھے معلوم ہے اور وہ بھی جس کا مجھے علم نہیں ہے۔ اے اللہ! میں ہر قسم کے شر سے آپ کی پناہ چاہتا ہوں جلدی

آنے والے شر سے بھی اور دیر سے آنے والے شر سے بھی۔ اس سے بھی جس کا مجھے معلوم ہے اور اس سے بھی جس سے میں لاعلم ہوں۔ یا اللہ! میں تجھ سے وہ خیر مانگتا ہوں جو تجھ سے تیرے بندے اور پیارے نبی ﷺ نے مانگی ہے اور میں اس شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں جس سے تیرے بندے اور نبی ﷺ نے پناہ طلب کی ہے۔ یا اللہ! میں تجھ سے جنت الفردوس کا سوال کرتا ہوں اور ہر اس قول و عمل کو اپنانے کی درخواست کرتا ہوں جو مجھے جنت کے قریب کر دے۔ اور میں تجھ سے یہ دعا بھی مانگتا ہوں کہ تو جو بھی فیصلہ فرمائے اسے میرے لئے بہتر بنا دے۔

یہ ایسی مفید دعا ہے جو دنیا و آخرت کی تمام بھلائیوں کو جمع کرنے والی اور ان کے تمام شرور سے پناہ طلب کرنے پر مشتمل ہے۔ جنت اور اس تک لے جانے والے تمام اعمال کا سوال کرنے، دوزخ اور اس تک پہنچانے والے تمام اعمال سے پناہ مانگنے پر مشتمل ہے۔ اسی دعا کے ذریعے اللہ تعالیٰ سے ہر فیصلے کی بھلائی اور ان تمام اچھائیوں کی درخواست کی گئی ہے، جو آپ ﷺ نے مانگی اور ان تمام شرور سے پناہ مانگنے پر مشتمل ہے جن سے اللہ کے رسول ﷺ نے پناہ طلب کی ہے۔ اس میں مختلف چیزوں کی طلب اور شرور سے استعاذے کے بعد عرض کی گئی ہے کہ میں ہر اس بھلائی کی خواستگار ہوں جس کی طلب رسول اکرم ﷺ نے کی اور ہر اس برائی سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتی ہوں جس سے رسول اکرم ﷺ نے پناہ چاہی ہے۔

یہ دعا جوامع الکلم میں سے ہے۔ آپ ﷺ نے ان الفاظ کے ذریعے دعا کرنے کو مستحب قرار دیا ہے۔ کیونکہ انسان جب نبی کریم ﷺ کے الفاظ کی مدد سے دعا کرے گا تو وہ اللہ تعالیٰ سے ہر قسم کی خیر طلب کرے گا۔ اسی طرح ہر قسم کے شر سے بھی اللہ کی پناہ میں آجائے گا۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر کوئی دعا کرنے والا شخص کسی مخصوص بھلائی یا خاص شر کے دور کرنے کے لئے اللہ سے دعا مانگے تو وہ اپنی دعا کے اثر کو خود ہی محدود کر دیتا ہے۔[30] درج بالا دعا کے الفاظ میں تمام دعائیں شامل ہو جاتی ہیں۔ اگر کوئی شخص ان الفاظ میں اکثر دعا مانگتا ہے تو یہ اس کے لئے بہت بڑی خیر ہو گی۔

اللهمَّ إِنِّي أعُوذُ بِكَ مِنْ جَهْدِ الْبَلَاءِ، وَدَرَكِ الشَّقَاءِ، وَسُوءِ الْقَضَاءِ، وَشَمَاتَةِ الْأَعْدَاءِ۔[31]

اے اللہ! ہم بلاء و مصیبت کی سختی سے، بد بختی کے پانے سے، قضا کے ایسے فیصلے سے جو ہمارے حق میں بہتر نہ ہو اور دشمنوں کے خوش ہونے سے تیری پناہ مانگتے ہیں۔

یہ دعا اس لئے بہت جامع ہے کیونکہ مکروہ چیز کا تعلق اگر دنیا سے ہو تو اسے سوء القضاء کا نام دیا جاتا ہے۔ آخرت سے متعلق ہو تو درک الشقاء ہے۔ کیونکہ اصل شقاوت اور بد بختی آخرت کی ہے۔ اگر اس مصیبت کا تعلق معاش سے ہو تو اس کی دو صورتیں ہیں: اگر کسی غیر کی جانب سے ہو تو شماتۃ الاعداء ہے اور اگر اپنی کوتاہی سے ہو تو وہ جہد البلاء ہے۔[32] اس حدیث سے ثابت ہوا کہ آزمائشوں، بد نصیبی، بری تقدیر اور دشمنی سے ہر وقت محفوظ رہنے کی دعا کرنی چاہئے۔ یہ وہ چیزیں ہیں جن میں انسان بے بس ہوتا ہے، اس لئے انسان کو اپنے رابطے اللہ تعالیٰ سے مضبوط کرنے کی ضرورت ہے اور عاجزی اختیار کرتے ہوئے تکبر سے دور رہنا چاہئے۔ اس حدیث میں بظاہر چار چیزوں سے پناہ مانگی گئی ہے لیکن در حقیقت ان چار چیزوں میں دنیا و آخرت کی ہر برائی و تکلیف اور پریشانی آجاتی ہے۔ سوء القضاء میں نفس، مال، اولاد، اہل دنیا اور آخرت ہر طرح کی پریشانی آگئی۔ درک الشقاء میں ہر قسم اور نوع کی بد بختی آجاتی ہے جس کو بری تقدیر اور بد بختی سے اللہ کی پناہ میسر ہو گئی، اسے سب کچھ مل گیا۔ تقدیر کا اچھا یا برا ہونا مخلوق کے اعتبار سے ہے کیونکہ خالق کا ہر کام خیر و برکت پر مبنی ہوتا ہے۔ دنیا اور آخرت کے تمام معاملات اس میں داخل ہیں۔ شماتۃ الاعداء میں یہ آتا ہے کہ انسان کے کسی ناکامی اور مصیبت میں مبتلا ہونے پر دشمنوں کو راحت ملتی ہے اور ان کی شماتت اور طعنہ زنی انسان کے لئے روحانی اور ذہنی اذیت کا سبب بنتی

ہے۔ اس لئے اس کو الگ بیان کیا۔ اسی طرح جہد البلاء کسی مصیبت کی مشقت، سختی، بلاء اور ہر اس حالت کا نام ہے جو انسان کے لئے باعث تکلیف ہو اور پریشانی کا باعث بنے۔ امتحان و آزمائش دنیوی بھی ہو سکتی ہے اور دینی بھی، روحانی بھی ہو سکتی ہے اور جسمانی بھی، شخصی و انفرادی بھی ہو سکتی ہے اور اجتماعی بھی۔ اس طرح اس ایک لفظ میں ہر قسم کے مصائب اور آفات و مشکلات آجاتی ہیں۔

اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِن شَرِّ ما عَمِلْتُ، وَشَرِّ ما لَمْ أَعْمَلْ۔[33]

اے اللہ! میں اپنے اعمال کی برائی سے جو میں کر چکا ہوں اور ایسے اعمال کی برائی سے جو میں نے ابھی نہیں کئے، آپ کی پناہ مانگتا ہوں۔

نبی کریم ﷺ اکثر اللہ تعالیٰ سے پناہ طلب فرماتے رہتے تھے۔ آپ ﷺ نے امت کو بھی یہ تعلیم دی ہے کہ ہمہ وقت اللہ سے پناہ مانگتے رہنا چاہئے کیونکہ اللہ کی پکڑ اور خوف سے خائب و خود سر لوگ ہی بے نیاز ہوتے ہیں۔ اس دعا کا مفہوم یہ ہے کہ میں اپنے کاموں کے شر سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں اور ان کاموں اور اشیاء کے شر سے بھی جن کا میرے کسی عمل کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔ وہ دوسرے لوگوں کا فعل ہو یا اللہ تعالیٰ کا یعنی قضاو قدر وغیرہ اور دوسرے لوگوں کے افعال (حسد، بغض، معصیت) سے بھی تو انسان کو شر پہنچ سکتا ہے۔ انسان سے دو طرح کی غلطی سرزد ہو سکتی ہے۔ ایک یہ کہ جو کام نہیں کرنا تھا وہ کر دیا اور دوسرا یہ کہ جو کام کرنا چاہئے تھا، وہ نہیں کیا۔ ان دونوں غلطیوں کے دنیوی نقصانات بھی ہوتے ہیں اور اخروی نقصانات بھی۔ اس لئے اس دعا میں دونوں طرح کی غلطیوں کے شر سے پناہ مانگی گئی ہے۔

اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْهَدْمِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ التَّرَدِّي، وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الْغَرَقِ، وَالْحَرَقِ، وَالْهَرَمِ، وَأَعُوذُ بِكَ أَنْ يَتَخَبَّطَنِي الشَّيْطَانُ عِنْدَ الْمَوْتِ وَأَعُوذُ بِكَ أَنْ أَمُوتَ فِي سَبِيلِكَ مُدْبِرًا، وَأَعُوذُ بِكَ أَنْ أَمُوتَ لَدِيغًا۔[34]

اے اللہ! میں آپ سے پناہ چاہتا ہوں کسی عمارت وغیرہ کے نیچے دب کر مر جانے سے، گر اور ڈوب کر مر جانے سے اور جل کر مرنے سے اور بہت زیادہ بوڑھا ہو جانے سے اور اس بات سے پناہ مانگتا ہوں کہ شیطان مرتے وقت مجھے گمراہ کر دے اور اس سے پناہ چاہتا ہوں کہ تیرے راستے سے پیٹھ پھیرے ہوئے مروں۔ اور اس سے پناہ مانگتا ہوں کہ سانپ بچھو وغیرہ کے ڈسنے سے مروں۔

واضح رہے کہ یہ دعا اور اس طرح کی دیگر دعائیں امت کی تعلیم کے لئے ہیں ورنہ آپ ﷺ جہاد سے پیٹھ پھیرنے، سخت بیماریوں اور شیطان سے محفوظ تھے۔ مولانا صوفی عبد الحمید سواتیؒ نے اس حدیث کی شرح میں لکھا ہے کہ نبی کریم ﷺ ان سات کلمات کے ساتھ دعا کیا کرتے تھے۔ اے اللہ! میں انتہائی بڑھاپے سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ بڑھاپا عمر کا وہ حصہ ہے جہاں چلنا پھرنا، کھانا پینا مشکل ہو جائے حتیٰ کہ عقل بھی ٹھکانے پر نہ رہے تو ایسی عمر سے پناہ طلب کی گئی ہے جس میں انسان کا وجود دوسروں کے لئے تکلیف کا سبب بن جائے۔ بعض اوقات انسان کسی پہاڑ کی چوٹی، درخت یا کسی بلند عمارت سے گر کر یا حادثے کا شکار ہو کر موت کی آغوش میں چلا جاتا ہے۔ آپ ﷺ نے اس حادثاتی اور اچانک موت سے بھی پناہ طلب کی ہے۔ انسان کو کوئی غم لاحق ہو جائے تو دل و دماغ پر اس کے نہایت منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں اور انسان سخت پریشان ہو جاتا ہے۔ غم دین اور دنیا کو ہو سکتا ہے۔ نبی کریم ﷺ کو دین کا غم تھا جس سے آپ ﷺ پناہ مانگا کرتے تھے۔ آپ ﷺ نے ایک مرتبہ فرمایا: مجھے سورہ ہود، الشمس اور النباء نے بوڑھا کر دیا ہے۔ طبقات ابن سعد میں حضرت انسؓ سے مروی ہے:

بینما ابوبکر و عمر جالسان فی نحر المنبر۔ اذ طلع علیهما رسول الله ﷺ ۔ من بعض بیوت النساء یمسح لحیته و یرفعها فینظر الیها ۔ قال انسؓ : وکانت لحیته اکثر شیباً من راسه ۔ فلما وقف علیهما سلم۔ قال انسؓ: وکان ابوبکرؓ رجلاً رقیقاً۔ وکان عمر رجلاً شدیداً۔ فقال ابوبکرؓ: بابی وا می لقد اسرع فیک الشیب! فرفع لحیته بیده و نظر الیهما فترقرقت عینا ابو بکر: بابی وامی وما اخواتها؟ قال: الواقعه والقارعه وسال سائل واذا شمس کورت۔[35]

سیدنا ابو بکرؓ اور سیدنا عمرؓ مسجد نبوی میں منبر کے قریب تشریف فرما تھے۔ اچانک اللہ کے رسول ﷺ اپنے دولت کدہ سے باہر تشریف لائے، اس حال میں کہ ریش مبارک پر دست پھیر رہے تھے۔ سیدنا انسؓ فرماتے ہیں کہ سیدنا ابو بکرؓ انتہائی نرم دل تھے اور سیدنا عمرؓ سخت طبیعت تھے۔ حضرت ابو بکرؓ نے آپ ﷺ سے عرض کی: میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان یا رسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ تو بہت جلد بوڑھے ہوگئے ہیں اور اس کے ساتھ ہی ان کی آنکھوں سے آنسو سے جاری ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہاں سورہ ہود اور اس کی بہنوں نے مجھے بوڑھا کر دیا ہے۔ سیدنا ابو بکرؓ نے عرض گزار ہوئے: میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان سورہ ہود کی بہنیں کون سی ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: سوہ واقعہ، القارعہ، سال سائل اور اذا الشمس۔

ایسا آپ ﷺ نے اس لئے فرمایا کہ ان سورتوں میں قیامت کی خبریں اور عذاب کی آیات ہیں۔ آپ ﷺ نے پانی میں ڈوب کر مرنے کی حادثاتی موت سے بھی اللہ رب العزت کی پناہ مانگی ہے۔ اسی طرح آگ میں جل کر مرنے سے بھی پناہ طلب کی گئی ہے۔ یہ بڑی تکلیف دہ اموات ہوتی ہیں، اللہ اس سے بچائے۔ اس امر سے بھی پناہ مانگی گئی ہے کہ شیطان موت کے وقت میرے حواس پر سوار ہو جائے اور میں ایمان کی دولت سے محروم ہو جاؤں۔ شیطان ہر انسان پر دم آخر تک حملہ آور ہوتا رہتا ہے تاکہ اس کے ایمان پر ڈاکہ ڈال سکے اور اس کی آخرت خراب کر دے۔ اس لئے آپ ﷺ نے اس چیز سے پناہ مانگنے کی تعلیم فرمائی۔ جب دشمن سے میدان جنگ میں مقابلہ ہو رہا ہو۔ اس وقت پیٹھ پھیر کر بھاگنا سخت معیوب اور بزدلی کی علامت ہے جس سے دوسروں کی بھی حوصلہ شکنی ہوتی ہے۔ اس لئے بطور، خاص اس سے پناہ مانگی گئی ہے۔ بعض اوقات سانپ، بچھو کے کاٹنے سے موت واقع ہو جاتی ہے۔ اس قسم کی اچانک موت سے پہلے انسان نہ کوئی کلام کر سکتا ہے اور نہ ہی کوئی وصیت۔ علاج معالجہ کی نوبت بھی مشکل سے ہی آن پاتی ہے، اس لئے ایسی موت سے بھی پناہ طلب کی گئی ہے۔[36]

اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَا سَأَلَكَ مِنْهُ نَبِيُّكَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا اسْتَعَاذَ مِنْهُ نَبِيُّكَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَنْتَ الْمُسْتَعَانُ، وَعَلَيْكَ البَلَاغُ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ۔[37]

اے اللہ! ہم تجھ سے ان تمام بھلائیوں کے طلبگار ہیں جو تیرے نبی حضرت محمد ﷺ نے مانگی ہیں اور ہر اس چیز سے پناہ مانگتے ہیں جس سے تیرے نبی مکرم ﷺ نے پناہ طلب فرمائی ہے۔ تو ہی مددگار ہے، تو ہی کفایت کرنے والا ہے اور طاقت و قوت صرف اللہ کی مدد سے ہی ہے۔

یہ بہت جامع دعا ہے جس میں ایک جملے میں ہی وہ تمام بھلائیاں طلب کی گئی ہیں جو آپ ﷺ نے مختلف مواقع پر اپنے لئے اور اپنی امت کے لئے طلب کیں۔ اسے طرح ان تمام شرور سے پناہ مانگی ہے جن سے آپ ﷺ آگاہ تھے اور جن سے آپ ﷺ اللہ رب العزت کی پناہ طلب فرماتے رہے۔ آپ ﷺ سے بڑھ کر خیر و بھلائی اور شر کو کون بہتر جاننے والا ہو سکتا ہے، اس لئے

آپ ﷺ کی پیروی میں ان تمام امور کی دعا سکھائی گئی ہے۔ دعا کے آخری حصہ میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کی گئی ہے کیونکہ وہ ہی مدد کرنے والا ہے۔ ہر مشکل اور پریشانی سے نجات دینے والی ذات صرف اور صرف اس کی ہی ہے۔ وہی مشکل میں اپنے بندوں کی کفایت کرتا ہے اور انہیں آسانی عطا فرماتا ہے۔ اپنی عاجزی و درماندگی بیان کر کے اللہ تعالیٰ کی قوت و طاقت پر بھروسہ کیا گیا ہے کہ اس کے سوا اور کوئی طاقت انسان کی مدد نہیں کر سکتی۔

اللهم إني أعوذ بك من البَرَصِ، والجُنُونِ، والجُذَامِ، وَسَيِّئِ الأَسْقَامِ۔[38]

اے اللہ! میں برص، جنون، جزام اور برے امراض سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔

بعض بیماریاں دیرپا ہوتی ہیں اور ان کے مہلک اثرات ختم نہیں ہوتے۔ یہ موت تک انسان کے لئے لازمہ بن جاتی ہیں اور لوگ ایسے انسان سے الجھن محسوس کرنے لگتے ہیں۔ جسم عیب دار ہو جاتا ہے۔ اسی طرح کچھ بیماریاں انسانی عقل کے لئے نقصان دہ ہوتی ہیں جن میں مبتلا ہو کر وہ جانوروں جیسے کام کرنے لگتا ہے۔ ایسی بیماریوں کو بری بیماریوں میں شمار کیا جاتا ہے۔ حدیث میں مذکور بیماریوں کے علاوہ دور حاضر کی موذی بیماریاں فالج، ایڈز، کینسر پولیو وغیرہ ایسی ہی بیماریاں ہیں۔ اس طرح کی بیماریوں سے انسان خود سے بھی بیزار ہو جاتا ہے اور تیمار داروں کو بھی مشقت کا سامنا کرنا پڑتا ہے اس لئے ان سے پناہ مانگی گئی ہے۔ جبکہ بعض بیماریاں عارضی ہوتی ہیں، برے اثرات نہیں چھوڑتیں بلکہ جسم کی اصلاح کرتی ہیں مثلاً بخار، زکام، سر درد وغیرہ۔ ایسی بیماریاں انسان کے گناہوں کا کفارہ بنتی ہیں اور بڑی بیماریوں سے بچاؤ کا بھی ذریعہ بنتی ہیں۔ علماء کا کہنا ہے کہ جو مرض ایسا ہو کہ لوگ مریض سے احتراز کرتے ہوں۔ نہ خود مریض دوسروں سے منقطع ہو سکتا ہو اور نہ دوسرے اس سے کوئی منفعت حاصل کر سکتے ہوں اور اس مرض کی وجہ سے مریض حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی سے عاجز ہو جاتا ہو، ایسے مرض سے پناہ مانگنا مستحب ہے۔

اللھم اغفرلی جدی و ھزلی و خطئی و عمدی وکل ذالک عندی۔[39]

اے اللہ! مجھ سے جو گناہ ارادتاً، جو ہنسی جو خطا اور جو قصداً سرزد ہوئے ہیں ان تمام گناہوں کو معاف فرمادے اور میں اقرار کرتا ہوں کہ یہ مجھ سے ہی ہوئے ہیں (گناہ)۔

اس قسم کی جتنی دعائیں نبی کریم ﷺ سے ثابت ہیں، یہ آپ ﷺ نے امتثال امر کے لئے مانگی ہیں کیونکہ آپ ﷺ تو معصوم عن الخطاء تھے یا امت کو تعلیم دینے کی غرض سے مانگی گئی ہیں۔ بعض روایات میں ہے کہ آپ ﷺ اس دعا کو تشہد کے آخر میں پڑھتے تھے اور بعض کے مطابق سلام پھیرنے کے بعد پڑھنا آپ ﷺ کا معمول تھا۔ عین ممکن ہے آپ ﷺ نے دونوں طرح یہ دعا پڑھی ہو، کبھی سلام سے قبل اور کبھی سلام کے بعد۔[40] دعا چونکہ ایک عبادت بلکہ عبادت کی روح ہے اس لئے اللہ کے رسول ﷺ نے اس طرح دعائیں مانگی ہیں۔ ان سے یہ مراد نہیں ہے کہ آپ ﷺ اس طرح کے گناہ یا غلطیاں کرتے تھے اس لئے یہ دعائیں مانگیں بلکہ آپ ﷺ نے امت کی تعلیم کے لئے بطور اسوہ حسنہ یہ طرزِ عمل اختیار فرمایا کہ اللہ رب العزت سے ہمہ وقت اپنی طرح کی کوتاہیوں، گناہوں کی معافی طلب کرتے رہنا چاہئے۔ کیونکہ موت کا وقت مقرر نہیں ہے۔ اس لئے مہلت ختم ہونے کا انتظار کئے بغیر ہر وقت معافی کا طلب گار رہنا چاہئے۔

اللَّهُمَّ اغْسِلْ خَطَايَايَ بِمَاءِ الثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَنَقِّ قَلْبِي مِنَ الْخَطَايَا كَمَا نَقَّيْتَ الثَّوْبَ الأَبْيَضَ مِنَ الدَّنَسِ " . اللَّهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِي وبَيْنَ خَطَايَايَ، كما بَاعَدْتَ بيْنَ المَشْرِقِ والمَغْرِبِ۔[41]

اے اللہ! میرے گناہوں کو برف اور اولے کے پانی سے دھو دے اور میرے دل کو گناہوں سے ایسا صاف کر دے جیسا کہ سفید کپڑا میل سے صاف ہو جاتا ہے اور میرے اور میرے گناہوں کے درمیان اتنا فاصلہ کر دے

جتنا تو نے مشرق و مغرب کے درمیان فاصلہ رکھا ہے۔

اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے کہ تکبیر تحریمہ کے بعد قرات سے پہلے یہ دعا پڑھنا مسنون ہے۔اسے دعائے استفتاح بھی کہا جاتا ہے۔پانی، اولوں اور برف سے مراد مختلف قسم کی رحمتیں ہیں۔ ان میں اللہ رب العزت کی مختلف صفات کا تذکرہ ہے۔ مثلاً عفو و درگزر، مغفرت اور رحمت۔ پانی کے ساتھ برف اور اولوں کا ذکر تاکید کے لئے کیا گیا ہے۔ اس کا مفہوم ہے اے اللہ! ان گناہوں کی حدت و تمازت کو، جو مجھے جہنم میں لے جانے کا سبب بننے والے ہوں، پانی، برف اور اولوں سے ختم کر دے۔ گناہوں میں سخت حرارت و تمازت ہوتی ہے جسے مومن دنیا میں ہی محسوس کر کے معافی مانگ لیتا ہے جبکہ فاسق کو آخرت میں محسوس ہوگی۔ تمازت و حرارت کو ختم کرنے کے لئے چونکہ ٹھنڈا پانی اور برف کارگر ہے، اس لئے دعا میں ان چیزوں کا تذکرہ کیا گیا ہے۔یعنی اے اللہ! گناہوں کے باعث میں جو آگ کی حرارت کا سزاوار بن رہا ہوں، مجھے اس سے محفوظ رکھ اور میری خطاؤں کو ٹھنڈی برف اور اولوں سے دھو کر مجھے آگ کی جلن سے محفوظ فرمادے۔ گناہوں کو میل کچیل سے تشبیہ دی جاتی ہے اس لئے انتہائی صفائی کو سفید کپڑے سے تشبیہ دی گئی ہے۔ کیونکہ سفید کپڑے کو زیادہ توجہ اور اہتمام سے صاف کیا جاتا ہے کہ اگر معمولی سا داغ دھبہ بھی رہ گیا تو بدنما محسوس ہوگا۔ میرے اور میری غلطیوں کے درمیان مشرق و مغرب جتنی دوری ڈال دے سے مراد یہ ہے کہ جس طرح مشرق و مغرب کا ملنا محال ہے اسی طرح میرے اور گناہوں کے درمیان فاصلہ ڈال کر مجھے گناہوں سے دور رکھ۔

علامہ کرمانیؒ کے کلام کا مفہوم ہے کہ ممکن ہیں دعائے استفتاح میں تین زمانوں کی طرف اشارہ ہو۔یعنی میرے اور میری غلطیوں کے درمیان دوری سے مراد مستقبل کے گناہوں، گناہوں کی صفائی سے مراد زمانہ حال کی لغزشیں ہوں اور گناہ دھونے سے مراد زمانہ ماضی میں کئے گئے گناہ ہوں۔[42]

> ربِّ أَعِنّي ولا تُعِن عليَّ، وانصرني ولا تنصر عليَّ، وامكر لي ولا تمكر عليَّ، واهدني ويسِّر هُدايَ إليَّ، وانصرني على مَن بغى عليَّ، اللهم اجعلني لك شاكرًا، لك ذاكرًا، لك راهبًا، لك مِطواعًا، إليك مُخْبِتًا، أو مُنِيبا، رب تقبَّل توبتي، واغسل حَوْبتي، وأجب دعوتي، وثبِّت حُجَّتي، واهدِ قلبي، وسدِّد لساني، واسْلُلْ سَخِيمةَ قلبي۔[43]

> اے ہمارے پروردگار! ہماری مدد فرما اور ہمارے مقابلے میں کسی اور کی مدد نہ فرما۔ ہمیں فتح سے نواز دے اور ہمارے اوپر کسی اور کو غالب نہ فرما۔ ہمارے حق میں تدبیر فرما اور ہمارے مقابلہ میں کسی کی تدبیر نہ چلا۔ ہمیں ہدایت پر قائم رکھ اور ہمارے لئے ہدایت کو آسان فرما۔ جو مجھ پر زیادتی کرے اس کے مقابلے میں میری مدد فرما۔ اے میرے رب! مجھے اپنا خوب ذکر کرنے والا، خوب شکر کرنے والا، خوب تجھ سے ڈرنے والا، خوب اپنا فرمانبردار، خوب اطاعت گزار، ہر وقت تیری جانب متوجہ رہنے والا، تیرے حضور گریہ زاری کرنے والا اور تیری طرف رجوع کرنے والا بنادے۔ اے میرے پروردگار! میری توبہ قبول فرمائیں، میرے گناہوں کو دھوڈالیں اور میری دعا قبول فرمالیں۔ میری حجت ثابت کردیں، میری زبان کو ٹھیک کردیں اور میرے سینہ سے کینہ نکال دیں۔

حضرت عبد اللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ دعا مانگتے ہوئے سنا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر قسم کی مشکل اور مصیبت میں اللہ تعالیٰ سے دعا مانگنی چاہئے۔ اس دعا میں دشمنوں کے خلاف بھی مدد مانگی گئی ہے اور اپنی اخلاقی خامیوں سے نجات اور خوبیوں کے حصول کی دعا بھی کی گئی ہے۔ اس لئے یہ ایک جامع دعا ہے۔ حجت ثابت ہونے سے مراد یہ ہے کہ قبر یا قیامت کے موقع پر حساب کتاب کے جواب دینے کی توفیق جس سے اللہ تعالیٰ راضی ہو کر گناہ معاف فرمادے اور جنت میں داخل

کر دے۔ زبان سیدھی ہونے سے مراد یہ ہے کہ زبان سے گناہ یا گمراہی کی بات نہ نکلے۔

اللهم اغفرلنا ،وا رحمنا ،و ارض عنا ،و تقبل منا ،و ادخلنا الجنة ،و نجنا من النار ،واصلح لنا شاننا كله۔[44]

اے اللہ! ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم فرما۔ ہم سے راضی ہو جا اور ہمارے اعمال قبول فرما۔ ہمیں دوزخ سے بچا اور ہمارے تمام کام درست فرما۔

روایات میں آتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کے تشریف لانے پر صحابہ کرام احتراماً کھڑے ہوئے تو آپ ﷺ نے اس امر کو ناپسند فرمایا اور صحابہ کرام کی درخواست پر ان کے لئے یہ دعا فرمائی۔ جب صحابہ نے مزید دعا کی درخواست کی تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا میں نے تمہارے لئے جامع دعا نہیں کر دی۔ آپ ﷺ نے اس دعا کو اس لئے جامع کہا کہ اس میں آپ ﷺ نے اللہ رب العزت سے ہر طرح کی بخشش، رحمت، مغفرت اور دوزخ سے بچاؤ کی دعا فرمائی ہے۔ جس کے اعمال قبول ہو گئے، کام درست ہو گئے اور دوزخ سے نجات مل گئی، اسے بھلا اور کیا درکار ہو سکتا ہے۔

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الثَّبَاتَ فِي الْأَمْرِ وَالْعَزِيمَةَ عَلَى الرُّشْدِ , وَأَسْأَلُكَ شُكْرَ نِعْمَتِكَ وَحُسْنَ عِبَادَتِكَ , وَأَسْأَلُكَ قَلْبًا سَلِيمًا وَلِسَانًا صَادِقًا , وَأَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَا تَعْلَمُ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا تَعْلَمُ , وَأَسْتَغْفِرُكَ لِمَا تَعْلَمُ۔[45]

اے اللہ! میں آپ سے درست کاموں میں ثابت قدمی، مضبوط صحیح راستے، آپ کی نعمتوں کے شکریے کی توفیق اور بہترین عبادت کا سوال کرتا ہوں۔ میں آپ سے یہ سوال بھی کرتا ہوں کہ مجھے سچی زبان اور صاف دل نصیب فرمائیں۔ میں ان چیزوں کی برائی سے آپ کی پناہ میں آتا ہوں جو آپ کے علم میں ہیں اور ان چیزوں کی بھلائی کا سوال کرتا ہوں جو آپ کے علم میں ہیں۔ میں آپ سے اپنے ان گناہوں کی معافی چاہتا ہوں جو سب آپ کے علم میں ہیں۔

حضرت شداد بن اوسؓ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ہمیں یہ دعا سونے سے قبل پڑھنے کی تلقین فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے تمام معاملات میں استقامت کا حکم دیا ہے۔ یہ زندگی کا ایک جامع اصول ہے جو ہر معاملے پر لاگو ہوتا ہے۔ استقامت کا حصول تقویٰ اور نیک نیتی کے ساتھ ممکن ہے۔ سب سے اعلیٰ درجے کی استقامت دین پر قائم رہنا، اللہ کی ہدایت پر ڈٹے رہنا ہے۔ زندگی کے کچھ ایسے نازک مواقع ہوتے ہیں جب انسان کو سب سے زیادہ استقامت کی ضرورت ہوتی ہے۔ موت کے وقت جب شیطان اسے ورغلانے کی پوری کوشش کرتا ہے۔ قبر میں منکر نکیر کے سوالات کے وقت اور پل صراط سے گزرنے کے وقت۔ ان تمام مواقع پر سچائی اور حق پر جمے رہنا ایمان میں پختگی اور نجات کی ضامن ہے۔ دل میں شکر گزاری کے جذبات رکھنا یعنی دل سے اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں کو یاد رکھنا اور ان سے غافل نہ ہونا۔ زبان سے اللہ تعالیٰ کی شکر گزاری کرنا، اس کے حمد و ثناء کرنا اور اس کی نعمتوں کو گن گن کر ان کا شکریہ ادا کرنا۔ جیسا کہ اللہ رب العزت کا ارشاد ہے:

وَ اَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ۔[46]

اور اپنے رب کی نعمتوں کو بیان کرتے رہا کرو۔

اعضاء سے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر گزار ہونا یعنی اعضاء کو اللہ کی اطاعت میں استعمال کرنا اور کسی بھی قسم کی نافرمانی سے بچنا۔ قلب سلیم سے مراد وہ دل ہے جو اللہ کے حق میں شرک و نفاق اور ریا سے محفوظ ہو اور بندوں کے حق میں حسد، کینہ، بغض،

حرص اور ہوس سے پاک ہو اور نیکی کی طرف راغب ہونے والا ہو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا علم مکمل اور ہر چیز پر محیط ہے اس لئے بندہ اپنی محدود علمیت کا اعتراف کرتے ہوئے صرف اللہ سے بھلائی کا سوال کر رہا ہے اور بھلائی بھی وہ جسے اللہ جانتا ہے۔ دعا میں پہلے کچھ مخصوص بھلائیوں کا ذکر کیا جاتا ہے، پھر ایک عمومی جملے کے ذریعے تمام بھلائیوں کی دعا کی جاتی ہے۔ عربی زبان میں اسے ذکرِ عام بعد از خاص کہا جاتا ہے۔ یعنی پہلے خاص باتیں ذکر کرنا اور پھر عمومی بات کر کے سب کو شامل کر لینا۔ یہ دعا اتنی وسیع ہے کہ اس میں دنیا و آخرت کی ہر بھلائی شامل ہے خواہ انسان اس کا شعور رکھتا ہو یا نہیں۔ یہ دعا ہر قسم کی برائی سے پناہ مانگنے کو شامل ہے۔ چھوٹی ہو یا بڑی، ظاہر ہو یا باطن۔ اللہ تعالیٰ نے برائی سے پناہ کو صرف جسے تو جانتا ہے تک محدود فرمایا۔ کیونکہ اللہ رب العزت ہر قسم کی برائی کو جانتا ہے، چاہے بندہ اسے پہچانتا ہو یا نہ پہنچاتا ہو۔ یہ انداز دعا میں نہایت ادب، نرمی اور تعظیم کو ظاہر کرتا ہے، کیونکہ بندہ اپنی عاجزی بیان کرتے ہوئے اللہ کے کامل علم کا اعتراف کرتے ہوئے پناہ مانگ رہا ہے۔ دعا کا اختتامی حصہ جو سب سے بنیادی اور اہم ہے اس میں ساری دعا کا نچوڑ ہے۔ جیسے کہ نیک اعمال کے بعد استغفار مسنون ہے، ویسے ہی یہاں بھی اختتام مغفرت کی دعا پر ہوتا ہے۔ اس لئے کہ بندے کو عمومی اور ہمہ گیر انداز میں استغفار کی اشد ضرورت ہوتی ہے تاکہ ان سب لغزشوں کی معافی مانگی جا سکے جن کا اسے علم ہے اور جن کا علم صرف اللہ کو ہے۔ آخر میں اللہ رب العزت کے لامحدود علم اور عظمت کا بیان ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے علم کی وسعت، گہرائی اور ہمہ گیری کو ظاہر کرتا ہے۔ اس دعا میں بندہ سراپا نیاز بن کر دین، دنیا اور آخرت کی بلندیوں کو طلب کر رہا ہے۔ ایسے انداز میں جس میں اپنے ضعف و ناتوانی کا اعتراف اور اللہ کی رحمت و علم پر کامل بھروسے کا یقین ہے۔

اللَّهُمَّ اقْسِمْ لَنَا مِنْ خَشْيَتِكَ مَا تَحُولُ بِهِ بَيْنَنَا وَبَيْنَ مَعَاصِيكَ، وَمِنْ طَاعَتِكَ مَا تُبَلِّغُنَا بِهِ جَنَّتَكَ، وَمِنَ الْيَقِينِ مَا تُهَوِّنُ بِهِ عَلَيْنَا مَصَائِبَ الدُّنْيَا، اللَّهُمَّ مَتِّعْنَا بِأَسْمَاعِنَا، وَأَبْصَارِنَا، وَقُوَّاتِنَا مَا أَحْيَيْتَنَا، وَاجْعَلْهُ الْوَارِثَ مِنَّا، وَاجْعَلْ ثَأْرَنَا عَلَى مَنْ ظَلَمَنَا، وَانْصُرْنَا عَلَى مَنْ عَادَانَا، وَلَا تَجْعَلْ مُصِيبَتَنَا فِي دِينِنَا، وَلَا تَجْعَلِ الدُّنْيَا أَكْبَرَ هَمِّنَا، وَلَا مَبْلَغَ عِلْمِنَا، وَلَا تُسَلِّطْ عَلَيْنَا مَنْ لَا يَرْحَمُنَا۔[47]

اے اللہ! ہمیں اپنے خوف کا ایک حصہ عطا فرما جو ہمارے اور ہمارے گناہوں کے درمیان حائل ہو جائے۔ اور ایسی اطاعت عطا فرمائیں جس کی وجہ سے ہم آپ کی جنت میں جا سکیں۔ اور ایسا یقین عطا فرمائیں جس سے آپ ہم پر دنیا کی مصیبتیں آسان کر دیں۔ جب تک آپ ہمیں زندہ رکھیں ہمارے کان، ہماری آنکھیں اور ہماری طاقت کو کام کا رکھیں اور ان کی خیر کو ہمارے بعد بھی قائم رکھیں۔ جو ہم پر ظلم و ستم کرے اس سے ہماری طرف سے بدلہ لیجئے اور جو ہمارے ساتھ دشمنی کرے اس پر ہمیں غالب کر دیجئے۔ دنیا کو ہماری فکر کی سب سے بڑی چیز نہ بنائیں۔ اور جو ہم پر مہربان نہ ہو اسے ہمارا نگران مت بنائیں۔

یہ دعا نبی کریم ﷺ مجلس و محفل سے اٹھتے وقت اپنے لئے اور اہلِ مجلس کے لئے کیا کرتے تھے۔ مصائب میں گھر جانے اور حوادث روزگار میں پھنس جانے کے وقت اللہ سے الحاح وزاری کر کے ان مشکلات کے دفعیہ وازالہ کی التجا کرنا اور عجز و انکساری کے ساتھ ان سے نجات پانے کے لئے دعا کرنا مسنون ہے۔ مصیبتوں کی کئی اقسام ہیں مثلاً دنیا کے کسی حصے میں اہل اسلام کی کفار کے ساتھ جنگ چھڑ جانا، دشمنوں کے ظلم و ستم کا شکار بن جانا، قحط، خشک سالی اور فاقوں میں مبتلا ہو جانا، زلزلوں اور آسمانی آفات کی زد میں آ جانا۔ یہ سب دنیا کی مصیبتیں ہیں جن سے اس دعا میں پناہ مانگی گئی ہے۔ یہ آنحضرت ﷺ، صحابہ کرامؓ اور سلف کا معمول رہا ہے۔ اس معمول کا مقصد فقط یہ ہے کہ انسان اپنے گناہوں کا اقرار کرے، انتہائی خشوع و خضوع کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے معافی مانگے اور مصائب و تکالیف سے نجات کی دعا کرے۔ اس دعا میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ اے اللہ! ہمیں اپنے عظمت و جلال کے خوف سے ایسا

حصہ عطا فرما جو ہمیں گناہوں سے روکنے والی ڈھال بن جائے۔ یہ کوئی عام خوف نہیں ہے بلکہ وہ پر ہیبت شعور ہے جو انسان کو گناہوں سے بچا کر نیکیوں کی طرف راغب کرتا ہے۔ اللہ کا خوف وہی لوگ رکھتے ہیں جو اللہ کو اچھی طرح جاننے والے ہوتے ہیں جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُاؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ غَفُوْرٌ ۔[48]

اللہ سے اس کے بندوں میں سے وہی ڈرتے ہیں جو علم رکھنے والے ہیں۔ یقیناً اللہ صاحب اقتدار بھی ہے، بہت بخشنے والا بھی۔

ہمارے اعمال صالحہ، عبادات اور نیکیوں کو قبول فرما کر انہیں ہمارے لئے جنت کے راستے بنا دے۔ ہم اللہ سے ایسا یقین مانگتے ہیں جس سے ہمیں مصیبتوں اور آزمائشوں کو برداشت کرنے میں آسانی ہو، جتنا کسی کا یقین مضبوط ہو گا، اتنا ہی وہ مصیبتوں پر صبر کرنے والا ہو گا۔ کیونکہ جو یقین رکھتا ہے ہو وہی جانتا ہے کہ جو کچھ بھی اس پر آیا ہے وہ اللہ کی طرف سے ہے جو حکمت والا اور علم والا ہے۔ اس لئے وہ راضی رہتا ہے اور اس کے فیصلے کو تسلیم کرتا ہے۔ یہ یقین اس کے دل کے لئے سکون اور اطمینان کا ذریعہ بن جاتا ہے۔ اے اللہ! ہمارے حواس اور قوتوں کو موت تک قائم اور سلامت رکھ۔ یعنی ہماری ظاہری اور باطنی تمام قوتوں اور جسمانی اعضاء سے مکمل فائدہ عطا فرما، یہ قوتیں تمام عمر ہمارے ساتھ رہیں یہاں تک کہ ہم دنیا سے رخصت ہوں۔ اس لئے کہ بڑھاپے میں کمزوری اور طاقت کا زوال دین اور دنیا دونوں کے لئے نقصان دہ ہوتا ہے۔ جب ہمارے اعمال ختم ہو جائیں اور ہماری مدتِ زندگی پوری ہو جائے تو ہمیں حق اور صداقت کے ساتھ یاد رکھا جائے۔ ہمیں اتنی قوت عطا ہو کہ ایسے لوگوں سے بدلہ لے سکیں جنہوں نے ہم پر ظلم کیا لیکن اس کے ساتھ یہ دعا بھی کی ہم حد سے تجاوز نہ کریں اور انتقام صرف اصل ظالموں تک محدود رکھیں، کسی بے گناہ پر کوئی زیادتی نہ کریں۔ اے اللہ! ہمیں ایسے کسی فتنے میں مبتلا نہ کرنا جو ہمارے دین کو نقصان پہنچانے والا ہو جیسے گمراہ عقائد، عبادات میں غفلت یا ممنوع امور کا ارتکاب۔ دین کا نقصان سب سے بڑی مصیبت ہے جس کا کوئی نعم البدل نہیں ہے۔ اے اللہ! ہماری تمام تر توجہ، محبت اور غم صرف دنیا کے لئے نہ ہو کیونکہ جسے دنیا کی فکر ہوتی ہے وہ آخرت سے محروم رہ جاتا ہے۔ اے اللہ! ہم پر ظالموں کو غلبہ نہ دینا کیونکہ وہ ہمارے دین اور دنیا دونوں کو نقصان پہنچا سکتے ہیں۔

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ يُحِبُّكَ وَالْعَمَلَ الَّذِي يُبَلِّغُنِي حُبَّكَ اللَّهُمَّ اجْعَلْ حُبَّكَ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ نَفْسِي وَأَهْلِي وَمِنْ الْمَاءِ الْبَارِدِ۔[49]

اے اللہ! میں آپ کی محبت پانے کا سوال کرتا ہوں۔ اور اس شخص کی محبت کا بھی طلب گار ہوں جو آپ سے محبت رکھنے والا ہو۔ میں ہر وہ عمل مانگتا ہوں جو مجھے آپ کی محبت تک لے جانے والا ہو۔ اے اللہ! آپ اپنی محبت مجھے میری زندگی، میرے اہل خانہ اور ٹھنڈے پانی سے بھی زیادہ محبوب کر دیجئے۔

نبی کریم ﷺ نے اس دعا کو بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ حضرت داؤدؑ کی دعا ہے۔ جس میں انہوں نے اللہ سے اس کی محبت، اللہ کے اولیاء کی محبت اور ان کے نیک اعمال کی محبت طلب کی ہے۔ ان محبتوں کو طلب کرنے کا مقصد اللہ رب العزت کا قرب حاصل کرنا ہے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ ان کے دل میں اپنی محبت دنیا کی تمام آسائشات و نعمتوں (جن میں جان، مال، اولاد، ٹھنڈا پانی) شامل ہیں، ان سب سے زیادہ اپنی محبت کر دے۔

اللَّهُمَّ انْفَعْنِي بِمَا عَلَّمْتَنِي وَعَلِّمْنِي مَا يَنْفَعُنِي وَزِدْنِي عِلْمًا وَالْحَمْدُ لِلَّهِ عَلَى كُلِّ حَالٍ وَأَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ عَذَابِ النَّارِ۔[50]

اے اللہ! مجھے اس علم سے فائدہ پہنچا جو تو نے مجھے سکھایا ہے، اور مجھے وہ علم سکھا جو میرے لئے نفع بخش ہو، اور میرے علم میں اضافہ فرما، میں ہر حال میں اللہ کا شکر ادا کرنے والا بنوں اور میں جہنم کے عذاب سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں۔

اس دعا میں نفع بخش علم کے حصول کے ساتھ یہ درخواست بھی کی گئی ہے کہ جو علم پہلے حاصل ہو چکا ہے، اللہ تعالیٰ اسے بھی نفع بخش بنادے۔ اس حدیث میں جن کلمات کے ساتھ دعا کی فضیلت کا بیان ہے وہ دنیا و آخرت کی بھلائی کو شامل ہیں اور اللہ سے اس بات کی طلب پر مشتمل ہیں کہ اللہ نے اپنے بندے کو جو علم عطا فرمایا ہے اس سے اس کو فائدہ بھی پہنچے۔ فائدہ سے مراد یہ ہے کہ اسے علم کے مطابق عمل کرنا نصیب ہو۔ اسے ایسا علم عطا ہو جو اس کے دین اور دنیا دونوں کے لئے نفع بخش ہو۔ پھر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء، اس کی تعظیم کے ساتھ صفات کمال کے ذریعہ اس کی تعریف و توصیف کرتے ہوئے اپنی دعا کا اختتام کرے۔ کیونکہ ہر اچھے اور برے حال میں تعریف صرف اللہ کے لئے ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے اہل جہنم کے حالات یعنی دنیا میں کفر و فسق سے اور آخرت میں عذاب سے پناہ طلب کرتے رہنا مسلمان کا حق ہے۔

اللهم احفظني بالإسلام قائمًا، واحفظني بالإسلام قاعدًا، واحفظني بالإسلام راقدًا، ولا تشمت بي عدوًّا ولا حاسدًا، اللهم أسألك من كل خير خزائنه بيدك، وأعوذ بك من كل شر خزائنه بيدك۔[51]

اے اللہ! مجھے جاگتے سوتے (ہر دو حالت میں) اسلام پر قائم رکھئے اور کسی دشمن اور حاسد کو میرے حال پر خوش ہونے کا موقع نہ دیجئے۔ اے اللہ! میں تجھ سے ان سب بھلائیوں کا سوال کرتا ہوں جو تیرے خزانہ قدرت میں ہیں۔

یہ ایک جامع دعا ہے جس میں ہر حال میں ایمان اور خیر و برکت کا سوال کیا گیا ہے۔ اس کا آغاز سوتے جاگتے ہر حال میں ایمان کی سلامتی کی درخواست کے ساتھ ہوتا ہے۔ یہ تمام انسانی حالتوں کا احاطہ کرنے والی صورت ہے کیونکہ انسان زندگی میں انہی کیفیات کے درمیان گردش کرتا رہتا ہے۔ اس لئے اللہ سے دعا گو رہنا چاہئے کہ وہ ہر حال میں بندے کو اسلام کے ساتھ وابستہ رکھے۔ اے اللہ! میرا دشمن کسی مصیبت پر خوش نہ ہو یعنی مجھے ایسی کسی آزمائش کا شکار نہ کرنا جس کی وجہ سے میرے دشمن کے دل کو راحت ملے اور نہ کوئی حاسد میرے زوال کی تمنا کرنے پر قادر ہو جس سے میری زندگی مشکل ہو جائے۔ میں تجھ سے ہی ہر قسم کی بھلائی کا سوال کرتا ہوں چاہے وہ ظاہر ہو یا پوشیدہ، ہمیں معلوم ہو نہ ہو، کیونکہ ہر بھلائی کا اختیار صرف تیرے ہی قبضہ قدرت میں ہے اور تو ہی سب سے بلند و برتر ہے۔ اور میں ہر برائی جسے میں جانتا ہوں یا نہیں جانتا سے آپ کی پناہ میں آتا ہوں کہ آپ ہی میرے لئے ہر بھلائی اور برائی کو خوب جاننے والے ہیں۔

اللهم إني أسألك مُوجِبَاتِ رحمتك، وعَزَائِمَ مغفرتك، والسلامة من كل إثم، والغَنِيمَةَ من كل بِرٍّ، والفوز بالجنة، والنَّجَاةَ من النار۔[52]

اے اللہ! ہم تجھ سے تیری رحمت کو واجب کرنے والی چیزوں، تیری مغفرت کو لازم کرنے والے اسباب، ہر گناہ سے حفاظت، ہر بھلائی میں حصہ، جنت میں داخلے کی کامیابی اور دوزخ سے نجات کا سوال کرتا ہوں۔

یہ دعا ان جامع کلمات میں سے ہے جو سید المرسلین ﷺ کو عطا فرمائے گئے۔ ان کے ذریعے آپ ﷺ نے اول تو یہ دعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو وہ اقوال و افعال اور خصلتیں عطا فرمائے جو اس کی رحمت کا باعث بنتی ہیں۔ پھر آپ ﷺ نے یہ دعا

کی کہ اللہ آپ ﷺ کو قول و فعل سے نیکی کا ارادہ عطا فرمائے جو آپ ﷺ کی مغفرت کا سبب بنے۔ آپ ﷺ کی مغفرت میں تو کوئی شک و شبہ نہیں ہے، یہ دعائیں امت کی تعلیم کے لئے سکھائی گئی ہیں۔ کیونکہ انسان گناہوں کے بخشے جانے کے بعد بھی دیگر معصیتوں اور نئے گناہوں سے بچ نہیں سکتا، اس لئے آپ ﷺ نے اللہ سے ہر طرح کی برائیوں اور گناہوں سے سلامتی و حفاظت کا سوال کیا ہے جو بندگی کی تکمیل کا ذریعہ بن سکیں۔ انہی میں سے ایک عمل ہر قسم کی نیکیوں کی توفیق دیا جانا ہے۔ جس سے مراد ہر قسم کی اطاعت بھی ہے۔ آپ ﷺ نے اپنی دعا کا اختتام آخرت کے لئے سب سے زیادہ مطلوب شے سے کیا ہے یعنی جنت اور آپ ﷺ نے آخرت میں سب سے زیادہ خوفناک شے یعنی جہنم سے سلامتی اور نجات طلب کی ہے۔

اللَّهُمَّ إِنّي أسْأَلُكَ عِيشَةً نَقِيَّةً، ومِيتَةً سَوِيَّةً، ومَرَدًّا غَيْرَ مَخْزٍ ولا فاضِحٍ۔[53]

اے اللہ! میں آپ سے اعتدال والی زندگی، صاف ستھری موت اور دنیا سے ایسی واپسی کا سوال کرتا ہوں جس میں میری رسوائی اور ذلت نہ ہو۔

اس جامع مفہوم والی دعا کا آغاز ایسی زندگی کی خواہش سے کیا جا رہا ہے جو اللہ کے دین میں نیکی و بھلائی سے بھرپور ہو۔ اطاعت پر قائم ہو اور گناہوں اور آفتوں سے پاک ہو۔ کیونکہ جو چیز ہر خرابی سے پاک ہوتی ہے وہی سب سے بہتر اور سب سے خالص ہوتی ہے۔ صاف ستھری موت سے مراد ایسی حالت میں موت ہے جو معتدل اور بیماریوں سے محفوظ ہو، جو بڑھاپے کی سختیوں یا بد ترین بڑھاپے کی حالت تک نہ پہنچائے بلکہ ایسی موت ہو جو اچھے انجام کے ساتھ ہو یعنی کلمہ طیبہ کی گواہی، خالص توبہ اور نیک اعمال پر خاتمے والی ہو۔ جب میں آخرت کے دائمی گھر کی طرف لوٹوں تو عذاب اور ذلت سے محفوظ رہوں یعنی ایسا نہ ہو کہ میری برائیاں ظاہر ہو جائیں یا میرے عیب میرے پیچھے رہ جانے والوں پر کھل جائیں۔ اس دعا میں دنیا میں ہر طرح کی برائی اور آزمائش سے سلامتی، موت کے وقت برے انجام سے حفاظت، آخرت میں قبر کے عذاب، جہنم کے ہولناک مناظر اور جہنم کے عذاب سے نجات، نیز کامیابی، پردہ پوشی اور مغفرت کا سوال کیا گیا ہے۔

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ خَيْرَ الْمَسْأَلَةِ، وَخَيْرَ الدُّعَاءِ، وَخَيْرَ النَّجَاحِ، وَخَيْرَ الْعَمَلِ، وَخَيْرَ الثَّوَابِ، وَخَيْرَ الْحَيَاةِ، وَخَيْرَ الْمَمَاتِ، وَثَبِّتْنِي وَثَقِّلْ مَوَازِينِي، وَحَقِّقْ إِيمَانِي، وَارْفَعْ دَرَجَاتِي، وَتَقَبَّلْ صَلَاتِي، وَاغْفِرْ خَطِيئَتِي، وَأَسْأَلُكَ الدَّرَجَاتِ الْعُلَى مِنَ الْجَنَّةِ، اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ فَوَاتِحَ الْخَيْرِ وَخَوَاتِمَهُ، وَجَوَامِعَهُ، وَأَوَّلَهُ، وَظَاهِرَهُ وَبَاطِنَهُ، وَالدَّرَجَاتِ الْعُلَى مِنَ الْجَنَّةِ آمِينَ، اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ خَيْرَ مَا آتِي، وَخَيْرَ مَا أَفْعَلُ، وَخَيْرَ مَا أَعْمَلُ، وَخَيْرَ مَا بَطَنَ، وَخَيْرَ مَا ظَهَرَ، وَالدَّرَجَاتِ الْعُلَى مِنَ الْجَنَّةِ آمِينَ، اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ أَنْ تَرْفَعَ ذِكْرِي، وَتَضَعَ وِزْرِي، وَتُصْلِحَ أَمْرِي، وَتُطَهِّرَ قَلْبِي، وَتُحَصِّنَ فَرْجِي، وَتُنَوِّرَ لِي قَلْبِي، وَتَغْفِرَ لِي ذَنْبِي، وَأَسْأَلُكَ الدَّرَجَاتِ الْعُلَى مِنَ الْجَنَّةِ آمِينَ، اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ أَنْ تُبَارِكَ لِي فِي نَفْسِي، وَفِي سَمْعِي، وَفِي بَصَرِي، وَفِي رُوحِي، وَفِي خَلْقِي، وَفِي خُلُقِي، وَفِي أَهْلِي، وَفِي مَحْيَايَ، وَفِي مَمَاتِي، وَفِي عَمَلِي، فَتَقَبَّلْ حَسَنَاتِي، وَأَسْأَلُكَ الدَّرَجَاتِ الْعُلَى مِنَ الْجَنَّةِ آمِينَ۔[54]

اے اللہ! میں تیری ذات سے بہترین سوال، بہترین دعا، بہترین کامیابی، بہترین عمل، بہترین اجر، بہترین زندگی اور بہترین موت کا سوال کرتا ہوں۔ اے اللہ! مجھے ثابت قدمی عطا فرما اور میری نیکیوں کا پلہ بھاری فرما دے اور میرا ایمان ثابت رکھ، میرا درجہ بلند فرما اور میری نماز قبول فرما۔ میری خطائیں معاف فرما۔ میں تجھ سے جنت کے بلند درجات مانگتا ہوں۔ آمین اے اللہ! میں تجھ سے خیر کی ابتداء اور انتہاء مانگتا ہوں۔ اور خیر کو جمع کرنے والی چیزوں کا سوال کرتا ہوں۔ اور خیر کا اول و آخر دونوں طلب کرتا ہوں۔ میں تجھ سے خیر کا ظاہر و

باطن مانگتا ہوں اور جنت کے بلند درجے طلب کرتا ہوں۔ آمین۔ اے اللہ! میں تیری بابرکت ذات سے اپنے ہر اس عمل میں خیر کا طالب ہوں جسے میں اختیار کروں اور جس کا میں ارتکاب کروں اور جس پر میں عمل پیرا ہوں۔ ہر اس چیز میں خیر کا سوال کرتا ہوں جو پوشیدہ ہے اور جو ظاہر ہے اور جنت کے اعلیٰ درجات کا سوال کرتا ہوں۔ آمین۔ اے اللہ! میں تجھ سے اس بات کا سوال کرتا ہوں کہ آپ میرا ذکر بلند فرمائیں اور میرا بوجھ دور کر دیں۔ میرا ہر کام درست فرما دیں اور آپ میرے دل کو پاک فرما دیں میری شرمگاہ کو پاکیزہ رکھیں اور میرے دل کو روشن کر دیں۔ میرے گناہ بخش دیں اور میں آپ سے جنت کے بلند درجات کا سوال کرتا ہوں۔ آمین۔ اے اللہ! میں آپ سے اس بات کا سوال کرتا ہوں کہ آپ میری سننے کی قوت میں، میری بینائی میں، میری روح میں، میری صورت میں، میری سیرت میں، میرے گھر بار میں، میری زندگی میں، میری موت میں اور میرے اعمال میں برکت عطا فرمائیں۔ میری نیکیاں قبول فرمائیں اور میں آپ سے جنت کے بلند درجات کا سوال کرتا ہوں۔

ام المؤمنین حضرت ام سلمہؓ نے روایت کیا ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ یہ جامع دعا فرمایا کرتے تھے۔ اس میں ابتداء سے انتہاء تک (زندگی کے آغاز سے اختتام تک) خیر و بھلائی کا سوال ہے۔ نبی کریم ﷺ نے اپنی اکثر دعاؤں میں خیر و بھلائی کی دعا مانگی ہے کیونکہ ان کے مفہوم میں وسعت ہے اور دنیا و آخرت کی تمام مطلوب اشیاء اس میں شامل ہیں۔ ذکر بلند فرمانے سے مراد آپ ﷺ کے دین و تعلیمات کو تا قیامت قائم رکھنے اور آپ ﷺ پر درود بھیجنا بھی لیا جا سکتا ہے۔ آپ ﷺ پر دین کے کام کا جو بوجھ اور ذمہ داری عائد تھی اس کی تکمیل کی درخواست کی گئی ہے۔ جسم کے تمام اعضاء کا تذکرہ کرتے ہوئے ان میں برکت کی دعا کی ہے۔ برکت سے مراد یہ ہے کہ تمام اعضاء اللہ رب العزت کے احکام کے مطابق عمل کریں اور اس کے خلاف کوئی عمل کرنے والے نہ ہوں۔ جس شخص کے اعمال قبول ہو جائیں گے اسے ہی جنت کی اخروی نعمت ملنے والی ہے۔

يا مَن لا تراه العيونُ ولا تُخالِطُه الظُّنونُ ولا يصِفُه الواصفونَ ولا تُغيِّرُه الحوادثُ ولا يَخشَى الدَّوائرَ يعلِمُ مثاقيلَ الجِبالِ ومكاييلَ البِحارِ وعَدَدَ قَطْرِ الأمطارِ وعَدَدَ وَرَقِ الأشجارِ وعَدَدَ ما أظلَم عليه اللَّيلُ وأشرَق عليه النَّهارُ لا تُواري منه سماءٌ سماءً ولا أرضٌ أرضًا ولا بحرٌ ما في قَعْرِه ولا جَبَلٌ ما في وَعْرِه اجعَلْ خيرَ عُمُري آخِرَه وخيرَ عمَلي خَواتِمَه وخيرَ أيَّامي يومَ ألقاكَ فيه۔[55]

اے وہ ذات جسے آنکھیں نہیں دیکھ سکتیں اور جسے خیالات و گمان نہیں پا سکتے اور جس کی تعریف کرنے والے کماحقہ، تعریف نہیں کر سکتے اور جسے حوادث متغیر نہیں کر سکتے۔ جو گردشِ زمانہ سے نہیں ڈرتا اور جو پہاڑوں کے بوجھ، دریاؤں کے پیمانوں، بارش کے قطروں کی تعداد، درختوں کے پتوں کے شمار اور ہر اس چیز کی تعداد جسے رات اپنی تاریکی میں چھپا لیتی ہے اور جس پر دن روشن ہوتا ہے، ان سب کو جانتا ہے۔ نہ اس سے ایک آسمان کسی دوسرے آسمان کو چھپا سکتا ہے اور نہ ایک زمین دوسری زمین کو چھپا سکتی ہے اور نہ دریا اس چیز کو جو اس کی گہرائی میں ہے اور نہ پہاڑ اس چیز کو جو اس کی کان میں ہے، چھپا سکتا ہے۔ میری آخری عمر کو بہترین عمر اور میرے آخری عمل کو بہترین عمل کر دیجئے اور میرا بہترین دن وہ کر دیجئے جس دن میں آپ سے ملوں۔

روایات میں آتا ہے کہ ایک دن نبی کریم ﷺ ایک دیہاتی شخص کے پاس سے گزرے جو نماز میں یہ دعا مانگ رہا تھا۔ آپ ﷺ نے ایک صاحب کو مقرر فرمایا کہ جب یہ نماز سے فارغ ہو جائیں تو انہیں میرے پاس لے کر آئیں۔ جب وہ صاحب نماز

کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک کان سے کچھ سونا ہدیہ میں آیا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں وہ سونا ہدیہ میں دیا۔ پھر ان سے پوچھا کہ کس قبیلہ سے ہو؟ انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! بنو عامر سے ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے دریافت کیا کہ کیا تم جانتے ہو میں نے یہ سونا تمہیں کیوں دیا ہے؟ انہوں نے کہا اس لئے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ ہماری اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رشتہ داری ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: رشتہ داری کا بھی حق بلاشبہ ہوتا ہے لیکن میں نے تمہیں یہ سونا اس وجہ سے ہدیہ کیا ہے کہ تم نے بہت اچھے انداز میں اللہ تعالیٰ کی تعریف کی۔ معلوم ہوا کہ جن دعائیہ کلمات کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تعریف و تحسین فرمائی ہو۔ ان کے ذریعے دعا مانگنا باعثِ برکت ہے۔ کچھ علماء نے اس دعا کو بلا قصور قید ہو جانے پر صبح شام پڑھنا، قید سے نجات کا باعث بتایا ہے۔

اللهم إني أسألك فِعْلَ الخيرات، وتَرْكَ المنكرات، وحبَّ المساكين، وأن تغفر لي وترحمني، وإذا أردتَ فتنةً في قوم فتوفَّني غير مفتون۔[56]

اے اللہ! میں آپ سے پاکیزہ چیزوں کا سوال کرتا ہوں۔ برائیوں کو چھوڑنے اور مسکینوں سے محبت کرنے کا سوال کرتا ہوں۔ اور جب آپ اپنے بندوں کو فتنہ میں ڈالنے کا ارادہ کریں تو مجھے فتنہ میں ڈالے بغیر اٹھالیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تہجد کے وقت اس دعا کے مانگنے کی تاکید فرمائی ہے۔ اس جامع دعا میں ہر پاکیزہ چیز کی توفیق اور ہر برائی سے حفاظت طلب کی گئی ہے۔ نیک اعمال میں فرض، نفل، ظاہر باطن، قولی و فعلی سب نیکیاں شامل ہیں۔ برے اعمال میں ہر وہ معاملہ شامل ہے جسے اللہ تعالیٰ ناپسند فرماتا ہے۔ جو شخص برائیوں سے محفوظ ہو جائے وہ دنیا و آخرت میں کامیاب ہو جاتا ہے۔ مسکینوں سے محبت خاص دعا ہے جو نیک اعمال میں شامل ہے لیکن پھر بھی اس کا ذکر الگ اس لئے کیا کہ مسکینوں سے محبت صرف اللہ کے لئے ہوتی ہے، کسی دنیاوی فائدے کے لئے نہیں ہوتی اور اللہ کے لئے محبت ایمان کا اعلیٰ درجہ ہے۔ دعا کے آخر میں بہت اہم التجا ہے کہ اے اللہ! اگر تو اپنے بندوں پر دنیاوی اعتبار سے کسی مصیبت، فتنے یا آزمائش کا ارادہ فرمائے تو مجھے اس سے پہلے اپنے پاس بلالیں۔ اس عظیم دعا کا مقصد فتنوں سے حفاظت مانگنا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس حال میں اپنے پاس بلالے کہ وہ ایمان، عافیت اور سلامتی کی حالت میں ہو۔ یہ حدیث اس بات کی بھی اجازت دیتی ہے کہ انسان دین میں فتنے کے اندیشے سے موت کی دعا کر سکتا ہے، جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: آدمؑ کا بیٹا دو چیزوں کو ناپسند کرتا ہے۔ موت کو حالانکہ موت اسکے لئے فتنہ سے بہتر ہے اور کم مال کو جب کہ کم مال اس کے حساب کو ہلکا کر دیتا ہے۔[57] یہ دعا بار بار مفہوم سمجھ کر نہ صرف پڑھنی چاہئے بلکہ اسے اپنی زندگی پر لاگو کرنا چاہئے۔

اللهُمَّ أنتَ الأوَّلُ، فليسَ قبْلَكَ شيءٌ، وأنتَ الآخِرُ، فليسَ بعْدَكَ شيءٌ، وأنتَ الظَّاهِرُ، فليسَ فَوْقَكَ شيءٌ، وأنتَ الباطِنُ، فليسَ دُونَكَ شيءٌ، اقْضِ عنَّا الدَّيْنَ، وأغنِنَا مِن الفقرِ۔[58]

اے اللہ! تو ہی اول ہے اور تو ہی آخر ہے، نہ تجھ سے پہلے کوئی چیز ہے نہ تجھ سے بعد کوئی چیز ہے۔ تو ہی ظاہر ہے تیرے اوپر کوئی چیز نہیں اور تو ہی باطن ہے تیرے نیچے کوئی چیز نہیں۔ میں تجھ سے اس بات کا سول کرتا ہوں کہ تو ہمارا قرض ادا فرما دے اور ہمیں تنگ دستی کے بدلے غنیٰ عطا فرما۔

اس دعا سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات کا ذکر کر کے دعا مانگنا مسنون ہے۔ زمان و مکان سب اللہ کی مخلوق ہیں اس لئے وہ ان پر حاوی ہے۔ وہ زمان کے لحاظ سے اول و آخر ہے۔ اور مکان کے لحاظ سے تمام مخلوقات سے برتر بھی ہے اور اپنی قدرت و علم کے اعتبار سے قریب ترین بھی ہے۔ فقر کے ساتھ اگر اللہ کی طرف توجہ اور عبادت میں انہماک ہو تو یہ محمود ہے تاکہ مال و دولت میں مشغول ہو کر دل اللہ کی یاد سے غافل نہ ہو جائے۔ لیکن اگر فقر و فاقہ اس حد کو پہنچ جائے کہ بنیادی ضروریات بھی پوری نہ ہوں اور

دوسروں کے سامنے ہاتھ پھیلانے کی نوبت آجائے یا مقروض ہو جائے جب کہ قرض کی ادائیگی کی کوئی صورت نظر نہ آرہی ہو تو ایسا فقر مذموم ہے جس سے پناہ مانگی گئی ہے۔

اللهُمَّ اهْدِنِي وَسَدِّدْنِي۔[59]

اے اللہ! مجھے ہدایت اور راست روی عطا فرما۔

یہ حدیث نبی کریم ﷺ کی جوامع الکلم احادیث میں سے ہے۔ جوامع الکلم ایسے مختصر کلمات کے لئے مخصوص اصطلاح ہے جن میں بہت وسیع مفہوم پایا جاتا ہو۔ نبی کریم ﷺ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو یہ دعا مانگنے کا حکم دیا۔ "اللھم" یہ اللہ کی بارگاہ میں ایسے اسم کے ساتھ دعا اور عاجزی کا اظہار ہے جو محض اللہ کے لئے خاص ہے۔ یہ ایسا اسم ہے جس میں اللہ رب العزت کے تمام اسماء آجاتے ہیں۔ "اھدنی" اس امر کی امید اور دعا کا اظہار ہے کہ انہیں ہدایت نصیب ہو، گویا اللہ سے کامل ہدایت اور راست روی کا سوال کیا ہے۔ "و سددنی" سے مراد ہے کہ میرے تمام دینی و دنیاوی امور میں میری غلطیوں کو درست فرمادے۔ عربی میں میانہ روی کے لئے لفظ سداد استعمال کیا گیا ہے۔ اس کے لفظی معنی درست بات اور درست کام کے ہیں۔ اور درست وہی ہوتا ہے جس میں میانہ روی ہو۔ جسے اللہ تعالیٰ یہ دعا مانگنے کی توفیق دے دے وہ ہدایت پر قائم اور ثابت قدم رہتا ہے اور اس کا دل کجی و ٹیڑھ سے محفوظ رہتا ہے۔

اللهم إِنِّي أَسأَلُك الهُدَى، والتُّقَى، والعَفَاف، والغِنَى۔[60]

اے اللہ! میں تجھ سے ہدایت، تقویٰ، پاک دامنی اور دل کے غنیٰ کا سوال کرتا ہوں۔

یہ بھی انتہائی جامع دعا ہے جس میں کئی طرح کے شرور سے حفاظت کا سوال کیا گیا ہے۔ اس میں ہدایت یعنی راہ حق پر چلنا اور اس پر قائم رہنا۔ تقویٰ و پرہیز گاری یعنی گناہ اور معصیت کے کاموں سے اجتناب کرنا۔ عفت و پاک دامنی سے مراد نامناسب امور سے بچنا ہے اور آخر میں مخلوق سے بے نیازی کا سوال کیا گیا ہے۔ غنیٰ، بے نیازی سے مراد ہے کہ اللہ اور اس کی طرف سے عطا کردہ نعمتوں کو کافی سمجھے، جو کچھ میسر ہو اس پر قناعت کرے اور مخلوق کی طرف متوجہ نہ ہو۔ یہ سب امور ایسے ہیں جن کے بغیر انسان کے لئے اطمینان و سکون کی زندگی گزارنا ممکن نہیں ہے۔

حاصل بحث

جامعیت نبی کریم ﷺ کی دعاؤں کی ایک اہم اور نمایاں خصوصیت ہے آپ ﷺ کی امتیازات اور تخصصات میں سے ہے کہ اللہ نے آپ ﷺ کو جوامع الکلم عطا فرمائے۔ جن میں الفاظ مختصر لیکن مفہوم وسیع اور ہمہ گیر ہوتا ہے۔ ان مختصر الفاظ میں دین و دنیا کی بھلائی، مادی و روحانی فلاح و بہبود اور انفرادی و اجتماعی اصلاح کے تمام پہلو آجاتے ہیں۔ آپ ﷺ کی دعائیں مفہوم کی گہرائی، الفاظ کی سادگی اور مقاصد کی ہمہ گیری کا حسین امتزاج ہیں جن میں انسان کی زندگی کے ہر پہلو کا احاطہ موجود ہے۔ یہ دعائیں نہ صرف فرد کی روحانی زندگی کی تعمیر و اصلاح کرتی ہیں بلکہ اسے اپنے پروردگار سے قریب ہونے کا موقع بھی فراہم کرتی ہیں۔ ان دعاؤں میں وقت اور حالات کی قید کے بغیر ہر موقع پر پڑھے جانے والی دعائیں شامل ہیں جو ایک مسلمان کو زندگی کے ہر پہلو کے حوالے سے رہنمائی فراہم کرتی ہیں۔ ان دعاؤں کو صرف الفاظ تک محدود رکھنا باعثِ منفعت نہیں ہے۔ بلکہ ان سے صحیح فائدہ تب ہوگا جب ان کے معانی و مطالب پر غور کر کے انہیں دل کی گہرائیوں سے مانگا جائے۔

References

1. Aḥmad ibn Ḥanbal, *al-Musnad* (Beirut: Dār al-Fikr, 1995), Musnad al-Mukthirīn min al-Ṣaḥābah, 4:3712, Ḥadīth No. 3712.
2. Muḥammad ibn Ismāʻīl al-Bukhārī, *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī* (Cairo: Dār Ṭawq al-Najāh, 1422 AH), Kitāb al-Daʻawāt, Bāb al-Duʻā' ʻinda al-Karb, 8:2039, Ḥadīth No. 2039.
3. Al-Qur'ān 7:180.
4. Al-Bukhārī, *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*, Kitāb al-Daʻawāt, Bāb al-Taʻawwudh min Ghalabat al-Rijāl, 8:6363, Ḥadīth No. 6363.
5. Muḥammad ibn Yazīd Ibn Mājah, *Sunan Ibn Mājah* (Riyadh: Dār al-Salām, 2000), Kitāb al-Duʻā', Bāb Duʻā' al-Rasūl 2:3837 ,ﷺ, Ḥadīth No. 3837.
6. Abū Dāwūd Sulaymān ibn al-Ashʻath, *Sunan Abī Dāwūd* (Beirut: Dār al-Kutub al-ʻIlmiyyah, 1996), Kitāb Tafrīʻ Abwāb al-Witr, Bāb fī al-Istiʻādhah, 2:1544, Ḥadīth No. 1544; Ibn Mājah, *Sunan Ibn Mājah*, Kitāb al-Duʻā', 2:3842, Ḥadīth No. 3842.
7. Muslim ibn Ḥajjāj, *Ṣaḥīḥ Muslim* (Beirut: Dār Iḥyā' al-Turāth al-ʻArabī, 1991), Kitāb al-Dhikr, Bāb fī al-Adʻiyah, 4:2720, Ḥadīth No. 2720.
8. Al-Bukhārī, *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*, Kitāb al-Daʻawāt, 8:6389, Ḥadīth No. 6389; Muslim ibn Ḥajjāj, *Ṣaḥīḥ Muslim*, Kitāb Faḍl al-Duʻā', 4:2690, Ḥadīth No. 2690; Abū Dāwūd, *Sunan Abī Dāwūd*, Kitāb al-Witr, 2:1519, Ḥadīth No. 1519.
9. Muḥammad ibn ʻĪsā al-Tirmidhī, *Jāmiʻ al-Tirmidhī* (Beirut: Dār al-Gharb al-Islāmī, 1998), Kitāb al-Daʻawāt, 5:3604, Ḥadīth No. 3604.
10. Aḥmad al-Nasā'ī, *Sunan al-Nasā'ī* (Beirut: Dār al-Kutub al-ʻIlmiyyah, 1995), Kitāb al-Istiʻādhah, 6:5471, Ḥadīth No. 5471; Abū Dāwūd, *Sunan Abī Dāwūd*, 2:1547, Ḥadīth No. 1547.
11. Muslim ibn Ḥajjāj, *Ṣaḥīḥ Muslim*, Kitāb al-Dhikr, 4:2739, Ḥadīth No. 2739.
12. Muslim ibn Ḥajjāj, *Ṣaḥīḥ Muslim*, Kitāb al-Adʻiyah, 4:2717, Ḥadīth No. 2717.
13. Walī al-Dīn al-Tabrīzī, *Mishkāt al-Maṣābīḥ* (Beirut: Dār al-Kutub al-ʻIlmiyyah, 2001), Bāb al-Adhān, 1:688, Ḥadīth No. 688.
14. Aḥmad ibn ʻAmr al-Bazzār, *Musnad al-Bazzār* (Beirut: Mu'assasat ʻUlūm al-Qur'ān, 1982), Kitāb al-Adhkār, 2:1267, Ḥadīth No. 1267.
15. Al-Ḥākim al-Naysābūrī, *al-Mustadrak ʻalā al-Ṣaḥīḥayn* (Beirut: Dār al-Kutub al-ʻIlmiyyah, 1990), 1:2031, Ḥadīth No. 2031.
16. Al-Tirmidhī, *Jāmiʻ al-Tirmidhī*, 5:3500, Ḥadīth No. 3500.
17. Abū Nuʻaym al-Aṣbahānī, *Ḥilyat al-Awliyā'* (Cairo: Maktabat al-Khānjī, 1986), 8:282.
18. Al-Tirmidhī, *Jāmiʻ al-Tirmidhī*, 5:3491, Ḥadīth No. 3491.
19. Al-Bukhārī, *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*, 8:6398, Ḥadīth No. 6398; Muslim ibn Ḥajjāj, *Ṣaḥīḥ Muslim*, 4:6903, Ḥadīth No. 6903.
20. Al-Tirmidhī, *Jāmiʻ al-Tirmidhī*, Kitāb Tafsīr al-Qur'ān, 5:3173, Ḥadīth No. 3173.
21. Al-Nasā'ī, *Sunan al-Nasā'ī*, Kitāb al-Sahw, 2:1306, Ḥadīth No. 1306.
22. Al-Tirmidhī, *Jāmiʻ al-Tirmidhī*, Kitāb al-Ṣalāh, 2:284, Ḥadīth No. 284; Abū Dāwūd, *Sunan Abī Dāwūd*, 1:850, Ḥadīth No. 850.
23. Al-Tirmidhī, *Jāmiʻ al-Tirmidhī*, Kitāb al-Daʻawāt, 5:3398, Ḥadīth No. 3398.
24. Muslim ibn Ḥajjāj, *Ṣaḥīḥ Muslim*, 4:6906, Ḥadīth No. 6906.
25. Ibn Mājah, *Sunan Ibn Mājah*, Kitāb Iqāmat al-Ṣalāh, 1:925, Ḥadīth No. 925.
26. Muslim ibn Ḥajjāj, *Ṣaḥīḥ Muslim*, Kitāb al-Qadar, 4:2654, Ḥadīth No. 2654.
27. Al-Bukhārī, *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*, 7:5957, Ḥadīth No. 5957; Muslim ibn Ḥajjāj, *Ṣaḥīḥ Muslim*, 1:763, Ḥadīth No. 763; al-Nasā'ī, *Sunan al-Nasā'ī*, 2:1122, Ḥadīth No. 1122.
28. Salīs Sulṭānah, *Ḥuḍūr ﷺ kī Duʻā'ēn* (Lahore: Idārah Farogh-e-Urdu, 1984), 9:515–518.
29. Ibn Mājah, *Sunan Ibn Mājah*, 2:3846, Ḥadīth No. 3846.
30. ʻAbd al-Ra'ūf al-Manāwī, *Fayḍ al-Qadīr* (Beirut: Dār al-Maʻrifah, 1982), 2:162.
31. Al-Bukhārī, *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*, 8:6347, Ḥadīth No. 6347; Muslim ibn Ḥajjāj, *Ṣaḥīḥ Muslim*, 4:2707, Ḥadīth No. 2707.
32. Badr al-Dīn al-ʻAynī, *ʻUmdat al-Qārī* (Beirut: Dār al-Kutub al-ʻIlmiyyah, 2001), 15:44.
33. Muslim ibn Ḥajjāj, *Ṣaḥīḥ Muslim*, 4:2716, Ḥadīth No. 2716; Abū Dāwūd, *Sunan Abī Dāwūd*, 2:1550, Ḥadīth No. 1550; al-Nasā'ī, *Sunan al-Nasā'ī*, 6:5526, Ḥadīth No. 5526.
34. Al-Nasā'ī, *Sunan al-Nasā'ī*, 6:5535, Ḥadīth No. 5535; Abū Dāwūd, *Sunan Abī Dāwūd*, 2:1552, Ḥadīth No. 1552.
35. Muḥammad ibn Saʻd, *Ṭabaqāt Ibn Saʻd* (Beirut: Dār Ṣādir, 1990), 1:436.
36. ʻAbd al-Ḥamīd Sawātī, *Sāt Chīzon se Panāh kī Duʻā* (Gujranwala: al-Sharīʻah Academy, 1994), 5:15.

37. Al-Tirmidhī, *Jāmi' al-Tirmidhī*, 5:3521, Ḥadīth No. 3521.
38. Al-Nasā'ī, *Sunan al-Nasā'ī*, 6:5495, Ḥadīth No. 5495; Abū Dāwūd, *Sunan Abī Dāwūd*, 2:1554, Ḥadīth No. 1554.
39. Al-Bukhārī, *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*, 8:6399, Ḥadīth No. 6399; Ibn Ḥajar al-'Asqalānī, *Bulūgh al-Marām* (Lahore: Dār al-Salām, 1997), 1:1354, Ḥadīth No. 1354.
40. Ibn Ḥajar al-'Asqalānī, *Bulūgh al-Marām*, 1:1354.
41. Al-Bukhārī, *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*, 1:744, Ḥadīth No. 744; Muslim ibn Ḥajjāj, *Ṣaḥīḥ Muslim*, 1:598, Ḥadīth No. 598; al-Nasā'ī, *Sunan al-Nasā'ī*, 1:896, Ḥadīth No. 896.
42. Ibn Ḥajar al-'Asqalānī, *Fatḥ al-Bārī* (Beirut: Dār al-Ma'rifah, 2000), 2:298.
43. Ibn Mājah, *Sunan Ibn Mājah*, 2:3830, Ḥadīth No. 3830; al-Tirmidhī, *Jāmi' al-Tirmidhī*, 5:3551, Ḥadīth No. 3551; Abū Dāwūd, *Sunan Abī Dāwūd*, 2:1510, Ḥadīth No. 1510.
44. Ibn Mājah, *Sunan Ibn Mājah*, 2:3836, Ḥadīth No. 3836.
45. Al-Tirmidhī, *Jāmi' al-Tirmidhī*, 5:3407, Ḥadīth No. 3407; al-Nasā'ī, *Sunan al-Nasā'ī*, 2:1305, Ḥadīth No. 1305.
46. Al-Qur'ān 93:11.
47. Al-Tirmidhī, *Jāmi' al-Tirmidhī*, 5:3502, Ḥadīth No. 3502.
48. Al-Qur'ān 35:28.
49. Al-Tirmidhī, *Jāmi' al-Tirmidhī*, 5:3490, Ḥadīth No. 3490.
50. Al-Tirmidhī, *Jāmi' al-Tirmidhī*, 5:3599, Ḥadīth No. 3599; Ibn Mājah, *Sunan Ibn Mājah*, 2:3833, Ḥadīth No. 3833.
51. Al-Ḥākim, *al-Mustadrak*, 1:1924, Ḥadīth No. 1924.
52. Al-Ṭabarānī, *al-Mu'jam al-Kabīr* (Cairo: Maktabat Ibn Taymiyyah, 1994), 1:740, Ḥadīth No. 740.
53. Al-Ḥākim, *al-Mustadrak*, 1:1993, Ḥadīth No. 1993.
54. Al-Ḥākim, *al-Mustadrak*, 1:1911, Ḥadīth No. 1911.
55. Al-Ṭabarānī, *al-Mu'jam al-Awsaṭ* (Cairo: Dār al-Ḥaramayn, 1995), 9:9448, Ḥadīth No. 9448.
56. Al-Tirmidhī, *Jāmi' al-Tirmidhī*, 5:3235, Ḥadīth No. 3235.
57. Aḥmad ibn Ḥanbal, *al-Musnad*, 23:23625, Ḥadīth No. 23625; Muḥammad Nāṣir al-Dīn al-Albānī, *Silsilat al-Aḥādīth al-Ṣaḥīḥah* (Lahore: Maktabah Quddūsiyyah, 2000), 1:813, Ḥadīth No. 813.
58. Ibn Mājah, *Sunan Ibn Mājah*, 2:3873, Ḥadīth No. 3873.
59. Muslim ibn Ḥajjāj, *Ṣaḥīḥ Muslim*, 4:6911, Ḥadīth No. 6911.
60. Muslim ibn Ḥajjāj, *Ṣaḥīḥ Muslim*, 4:2721, Ḥadīth No. 2721; Ibn Mājah, *Sunan Ibn Mājah*, 2:3832, Ḥadīth No. 3832.